المؤسس حجتہ الکاملین امام الواصلین امیر ملت حضرت مولانا
الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمتہ اللہ علیہ

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

قصور

اکتوبر
1962

مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر

مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

bakhtiar2k@gmail.com



انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 58 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

1	1960 October	21	1972 May	41	1971 Janu Feb
2	1961 July	22	1972 December	42	1973 Agust
3	1961 December	23	1973 March	43	1973 Aril
4	1962 Feb	24	1973 March	44	1974 Agust September
5	1962 May	25	1973 December	45	1975 December
6	1962 October	26	1975 March	46	1976 March April
7	1963 January	27	1978 Feb	47	1979 June july
8	1963 June	28	1980 July	48	1980 Dec 1981 Janu
9	1963 September	29	1981 July	49	1980 October NOvember
10	1964 Feb	30	1982 Feb	50	1981 Jantaree
11	1964 March	31	1982 July	51	1982 1983 Dec Jan
12	1965 January	32	1984 April	52	1982 March April
13	1965 May	33	1959 Agust Rizwan	53	1982 May June
14	1965 July	34	1965 March Hanfi	54	1983 Feb March
15	1966 June	35	1967 April May	55	1983 May June
16	1969 Feb	36	1968 October November	56	1983 Nov Decemb
17	1969 December	37	1969 agust	57	1984 Jan Feb
18	1970 December	38	1969 March April	58	1984 October Jantare
19	1971 Feb	39	1970 May June	59	Aaena Khalq e Muhamadi
20	1971 November	40	1971 Agust	60	Majmua Hazar Masla

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شمارہ ۲ — جلد ۲ — ۵۵ ق

بفیض روحانی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سراج الملت والدین مولانا الحاج حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

زیر سرپرستی زبدۃ العارفین شمس الملت عالی جناب مولانا الحاج حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم علیپوری

زیر حمایت زبدۃ العاشقین معین الملت مولانا الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علیپوری

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

انجمن خدام الصوفیہ کا دینی مذہبی شریعت و طریقت کا علمبردار، صوفیائے کرام کی جان اور علمائے امت کا مرغوب قلب رسالہ

اکتوبر سنہ ۱۹۶۲ء .... جمادی الاول ۱۳۸۲ھ

نگران

منبع رشد و ہدایت مولانا الحاج علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب علیپوری

مدیر معاون :- مولانا عبد العزیز مرتضائی قصوری

فی کاپی ۸ — سالانہ چندہ ۵ روپے

معاونین کرام سے ۲۰ روپے — سرپرست حضرات سے ۳۰ روپے

مقام اشاعت :- قصور - کوٹ عثمان خاں، مغربی پاکستان

رشید احمد کاتب قصور شہر

اس شمارہ میں لکھنے والے

اخبار آستانہ عالیہ علی پور شریف

سجادہ نشین الحاج مولٰنا حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب علی پور شریف رونق افروز ہیں۔ بکثرت مہمان حاضر ہو کر کسب فیض کرتے ہیں۔ حضرت علامہ مولٰنا الحاج جوہر ملت سید پیر اختر حسین شاہ صاحب چک ۲۷۹ گ ب (؟) میں رونق افروز ہیں۔ امید ہے چند روز تک علی پور تشریف لائیں گے۔ حضرت معین الملت مولٰنا الحاج سید حیدر حسین شاہ صاحب و دیگر حضرات علی پور شریف ہی تشریف فرما ہیں۔ روضہ شریف کی تعمیر بعض وجوہات سے بند ہے۔ مدرسہ عالیہ نقشبندیہ میں تعلیم و تعلم کا کام بڑی خوبی سے ہو رہا ہے۔ حضرت مولٰنا حافظ غلام رسول صاحب طالب علموں کو بڑی محنت سے پڑھانے میں مشغول ہیں۔ آستانہ عالیہ میں ہر طرح سے خیر و عافیت ہے۔ پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب تبلیغی دورہ کے سلسلہ میں اٹھال گڑھ تشریف لے گئے تھے۔ گلفروش صاحب وزیر آبادی اور حافظ احمد نواز صاحب آپ کے ہمراہ اپنی خدمات پر متعین ہیں۔ علامہ جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب موضع مقبول پورہ ضلع لائل پور سید محمد طفیل شاہ صاحب کے پیہم اصرار سے سالانہ عرس شریف پر مورخہ ۶ اکتوبر کو تشریف لے گئے۔ ناچیز گوہر بھی آپ کے ہمراہ تھا۔

(غلام رسول گوہر ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے لاہور آرٹ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور سے شائع کیا)

گذارشات

قصور سے ماہنامہ انوار الصوفیہ کا پہلا شمارہ ستمبر ۱۹۶۰ء میں منصۂ شہود پر جلوہ فگن ہوا۔ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں جو شمارہ ہے وہ ۱۹۶۲ء کا شمارہ نمبر ۲ ہے۔ شمارہ نمبر ۱ اگست کے ساتھ ملحق ہو کر عید میلاد النبیؐ نمبر کے ساتھ شائع ہوا۔ اس حساب سے دورِ جدید کا، جس کا آغاز قصور سے ۱۹۶۰ء ماہ ستمبر سے ہوا تھا، یہ تیسرا سال ہے۔ اس قلیل مدت میں آپ کے محبوب ماہنامہ نے صورت اور معنی کے اعتبار سے جو ارتقائی مراحل و منازل طے کئے ہیں وہ قارئین رسالہ پر محجوب و مخفی نہیں ہیں۔ مضامین کی افادیت کے پیشِ نظر اب رسالہ بہت آگے نکل گیا ہے اور دنیائے صحافت میں اب اس کو بنظرِ تحسین دیکھا جا رہا ہے۔ اور دنیائے تجارت میں اس کی مانگ بڑھ رہی ہے۔ کئی ایک دوستوں نے جو رسالہ کا بنظرِ عمیق مطالعہ کرتے ہیں۔ اپنی ملاقاتوں میں دورانِ گفتگو رسالہ کی تعریف کی ہے۔ اور کئی ایک کرم فرماؤں اور دوستوں نے رسالہ کے حسن معنوی و صوری پر خوب دل کھول کر تبصرہ فرمایا ہے اور ادارہ کی مساعی اور حسنِ ذوق کی داد دی ہے۔ بالخصوص عید میلاد النبی نمبر کی تعریف میں تو اہلِ قلم بزرگان کے بہت خطوط صادر ہوئے ہیں۔ جن میں سے ہم ذیل میں بعض خطوط کے اقتباسات درج کریں گے۔ ان نامساعد حالات میں ہمارا رسالہ کو اس بلندی پر پہنچانا یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ یا حضرت امیرِ ملت محدث علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصرف۔ رسالہ کو چلانے کے لئے کافی سرمایہ ہونے کے علاوہ ہمت اور کوشش کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ سرمایہ تو ہمارے پاس ہے نہیں، جہاں تک ہمت اور کوشش اور، دوڑ دھوپ اور تخیلات و تاثرات کی حد ہے۔ وہاں تک یقین جانئے کہ ہم کسی وقت بھی غافل نہیں ہوتے۔ اس کی افادیت کو بڑھانے اور اس کی صورت کو چمکانے کے لئے شب و روز اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کئی نقشے تیار کرتے رہتے۔ اور کئی گراتے رہتے ہیں۔ رسالہ کے معیار کی بلندی در حقیقت اہلِ قلم حضرات کے تعاون کے ساتھ ہوتی ہے۔ جب تک ملک اور بیرون ملک کے بہترین لکھنے والوں اور بلند پایہ شعراء کا تعاون حاصل نہ ہو۔ رسالہ اپنے محدود دائرہ سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس لئے ہم نے اہلِ قلم حضرات کی خدمت میں (جن میں ادیبوں اور صحافیوں کے سوا علماءِ دین بھی ہیں) رسالہ پیش کیا اور اس کے لئے قلمی امداد

کی درخواست بھی پیش کی۔ اسی طرح گرامی قدر شعراء کی خدمت میں بھی التجا کی کہ وہ اپنے شعروں اور نظموں کے آبدار موتیوں کے ہاروں سے عروسِ رسالہ کی تزئین و تحسین میں ہماری مدد کریں۔ حضور قبلۂ عالم امیرِ ملت رضی اللہ تعالیٰ کی عظمتِ شان کا صدقہ تمام حضرات نے ہماری آواز پر لبیک کہی اور رسالہ کے لئے لکھنے کا وعدہ فرمایا چنانچہ اب اس کثرت سے اہلِ قلم کا تعاون حاصل ہو گیا ہے کہ ہر ماہ ان سب کے مضامین کا ایک دفعہ شائع ہونا ہمارے لئے دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بعض مضامین کو دوسری اشاعت میں تاخیر کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض یارانِ طریقت بجائے اس کے کہ ہماری کوششوں کی کامیابی پر ہمیں مبارک بادی کا تحفہ ارسال کریں نہایت تلخ اور کڑوے خطوط لکھکر ہم کو افسردۂ خاطر اور پراگندہ دل کر دیتے ہیں۔ کسی صاحب کو اپنی نظم اور کسی کو اپنا مضمون نہ چھپنے کی شکایت ہے۔ اور کوئی رسالہ باقاعدگی کے ساتھ نہ ملنے کا رونا رو رہا ہے۔ ان احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ رسالہ کے افادی پہلو سے جو مضامین قابلِ اشاعت ہوتے ہیں ان کے شائع کرنے میں تو ہمیں کوئی عذر اور کوئی تساہل نہیں اسی طرح جو نظم رسالہ کے معیار کے مطابق ہو اور فنِ عروض کے اعتبار سے ساقط نہ ہو وہ بھی شائع ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مضمون ایسا آجائے کہ اس کے اندر افادیت سرے سے مفقود اور ناپید ہو تو اس کے نہ شائع کرنے میں ہم حق بجانب ہیں۔ اسی طرح بعض حدیث السّن اور نو آموز شاعروں کی نعتیں نہ صرف معنی سے عاری ہوتی ہیں۔ بلکہ ان کا وزن بھی درست نہیں ہوتا اس صورت میں آپ ہی انصاف سے کہیئے کہ اگر ایسے مضامین اور ایسی نظموں اور نعتوں کو رسالہ میں شائع کریں تو رسالہ پر جو ملک اور بیرونِ ملک کے جلیل القدر اور جید علماء اور بلند پایہ کہنہ مشق شعراء کی نظر سے گذرتا ہے کیا اثر پڑیگا۔ اس لئے لکھنے والوں کو چاہیئے کہ وہ اسلامی اور مذہبی اور صوفیانہ مضامین ایسے لکھکر ارسال کیا کریں جو کتاب و سنت اور اقوال صوفیائے کرام سے مؤید و مدلل ہوں۔ اور چھوٹے چھوٹے شاعروں کو چاہیئے کہ وہ رسالہ انوار الصوفیہ کے قیمتی صفحات کو اپنی شاعری کے لئے تختۂ مشق نہ بنائیں اور ادارہ پر رحم فرمائیں۔ جب وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ ان کے کلام کی تلقّی کی جائے تو ہم کو ان کا کلام شائع کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

جن خریداروں کو یہ شکایت ہے کہ ادارہ کا نظام درست نہیں اور ان کو ماہوار پرچہ نہیں ملتا ہے۔ اس کا جواب ہم بڑے ادب سے ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہر ماہ رسالہ ان کے نام بڑی احتیاط سے پوسٹ کیا جاتا ہے۔ پھر ہم نہیں جانتے کہ ان کو رسالہ

کیوں نہیں پہنچتا۔ اس کا مداوا ہم نے بارہا عرض کیا ہے۔ کہ جس کا رسالہ اس کی پندرہ تاریخ تک نہ ملے فوراً ایک پوسٹ کارڈ لکھکر دفتر سے دوبارہ حاصل کریں۔ ورنہ ہم سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ آپ کو رسالہ باقاعدہ مل رہا ہے۔ اور جب سال گزرنے کے بعد ہم آپ سے نئے سال کے چندہ کی درخواست کریں۔ تو آپ کا یہ کہکر کہ رسالہ ہمیں باقاعدہ نہیں ملتا رہا۔ چندہ دینے سے انکار کرنا اصول کے خلاف ہے۔ اس دفعہ ہم نے خریداروں کے لئے جناب گرامی قدر نگرانِ اعلیٰ کے ارشاد سے چند ضروری ہدایات رسالہ کے کسی صفحہ پر لکھدی ہیں۔ مہربانی فرماکر ان کی پابندی کریں۔ ایک بات یہ بھی قابل گزارش ہے کہ دفتر سے جب بھی رسالہ کے متعلق خط وکتابت کریں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ اس طرح سے آپ کے ارشاد کی تعمیل میں ہمیں سہولت ہوتی ہے۔ بعض احباب رسالہ کا چندہ منی آرڈر ارسال کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ نہیں دیتے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے اسم گرامی کے آگے وصولی کی علامت نہیں ڈالی جا سکتی۔ اگرچہ ان کا چندہ دوسرے رجسٹر میں درج ہوجاتا ہے۔ لیکن رجسٹر خریداری میں اس کی کوئی نشان دہی نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کی خدمت میں دوبارہ چندہ بھیجنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اور جب ان کی جانب سے جواب آتا ہے کہ ہم نے چندہ ادا کر دیا ہے تو بڑی خفت اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے جملہ خریداروں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کرتے وقت بھی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ تاکہ رجسٹر میں آپ کے نام کے آگے اس کی نشان دہی کر دی جائے۔ (ایڈیٹر)

خط وکتابت کرتے وقت اور منی آرڈر کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ آپکے خط کا جواب دینا مشکل ہوگا۔

دلائل الخیرات — دلائل الخیرات میں صیغے صلوٰۃ جو احادیث صحیحہ یا بزرگان دین کی زبان سے منقول ہیں جمع کئے گئے ہیں۔ صوفیا کرام کے ورد اور وظیفہ میں شامل ہے۔ مولٰنا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری مدینہ منورہ سے اس کے متعدد نسخے لائے ہوئے ہیں جو آپ کو شیخ الدلائل الخیرات نے برائے فروخت دیئے ہیں۔ قارئین رسالہ علی پور شریف چوہدری عنایت علی خادم خاص کے نام ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر بذریعہ وی پی منگوائیں۔

چوہدری عنایت علی خادم خاص علی پور شریف۔ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ

تضمین بر کلام حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا صابر براری، شاعر انوار الصوفیہ

★ ★ ★

سوئے گدا قدم کبھی خلد سے وہ بڑھائیں تو — بہرِ خدا نقاب رُخ اپنا ذرا اٹھائیں تو
بزمِ خیال [illegible] حضور آ کے ذرا سجائیں تو — اجڑے ہوئے دیار کو عرشِ بریں بنائیں تو
ان پہ فدا ہے دل میرا ناز سے دل میں آئیں تو

میرے خلوصِ قلب نے مجھ سے کہا ہے بارہا — دل میں یقیں لئے ہوئے بابِ نبی پہ جو گیا
ایسے الم نصیب کو دل سے سکون مل گیا — درد و الم کے مبتلا جن کی کہیں نہ ہو دوا
دیکھیں وہ شانِ کبریا آپ کے در پہ آئیں تو

اپنی جبینِ شوق ہے شاہِ امم کا ہے قدم — اہلِ ولا کے حال پر ان کا کرم ہے دم بدم
جشنِ تصورات میں ذکرِ نبی ہے اور ہم — کرتے ہیں کس پہ کچھ ستم کیوں ہو کسی کو رنج و غم
مولدِ مصطفےٰ کی ہم عید اگر منائیں تو

کوئی نہیں ہے آسرا آپ کے ماسوا حضورؐ — اپنے کئے پہ ہیں خجل ہم سے ہوئے ہیں گو قصور
شافعِ عاصیاں ہیں آپ داورِ حشر ہے غفور — بد ہیں اگرچہ ہم حضور آپ کے ہیں مگر ضرور
کس کو سنائیں حالِ دل تم کو نہیں سنائیں تو

کون گدا نواز ہے آپ ہی کچھ ہمیں بتائیں — کون ہے اور چارہ ساز حالتِ دل جسے دکھائیں
ہم غریب و ناتواں دستِ طلب کدھر بڑھائیں — آپ کے در پہ گر نہ آئیں کون سا در ہے جس پہ جائیں
سامنے کس کے سر جھکائیں آپ ہمیں بتائیں تو

دامنِ تر کی داستاں کس سے یہ بے نوا کہے — دل پہ گزر رہا ہے جو کس سے وہ ماجرا کہے
کوئی نہیں ہے ہم نوا جس سے ترے سوا کہے — صدمے فراق و ہجر کے کس سے یہ غم زدہ کہے
تو ہی اگر کرم کرے دردِ نہاں سنائیں تو

مضطر و بے قرار ہے صابرِ براری آپ کا — بابِ حرم پہ جاں بحق ہو یہی شوق ہے سدا
بہرِ خدا بلائیے سوئے مدینہ مصطفےٰ — کرنے کو جان و دل فدا روضۂ پاک پر شہا
پہنچے نعیمِ بے نوا آپ اگر بلائیں تو

تفسیر عصامی المسمّٰی بجواہر البیان فی تفسیر القرآن

از مولانا قاضی محمد ارشاد الٰہی صاحب فیضی عصامی دامت برکاتہم ساکن تودے کھتیل گوجرخان ضلع راولپنڈی حال ادھوال (تھانہ چونترہ)

قسط چہارم



علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ ترغیب میں روایت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد میں غرابت ہے اور ماہرِ فن پر ظاہر ہے کہ فضائل کے باب میں غرابت کچھ نقصان دہ نہیں۔ معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے کوئی رات کو نماز پڑھے تو چاہیئے کہ قرأت باآوازِ بلند کرے۔ کیونکہ ملائکہ اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اور اس کی قرأت سنتے ہیں۔ اور مومنین جن گرد و پیش سے فساق اور شریر اجنہ کو بھگا دیتے ہیں ہے اور جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ اس پر ایک خیمہ نور کا ہوتا ہے۔ جس کی روشنی میں آسمان والوں کو راہ ملتی ہے۔ جب قاری مر جاتا ہے تو یہ خیمہ اُٹھ جاتا ہے۔ فرشتے آسمان سے دیکھتے ہیں اور یہ روشنی نظر نہیں آتی۔ تو اس کی روح سے ہر آسمان پر ملاقات کرتے ہیں۔ اور اس پر (درود) رحمت بھیجتے ہیں۔ اور ملائکہ حفاظ اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اور قیامت تک اس کے لیے فرشتے استغفار کیا کرتے ہیں۔ اور جو آدمی قرآن رات کو نماز میں پڑھتا ہے تو وہ رات کی ساعت آنے والی رات کو وصیت کرتی ہے کہ اسے عین وقت پر بیدار و ہوشیار کر دے۔ اور اس پر سبک ہو جائے اور جب یہ قاری مرتا ہے۔ اور اس کے گھر والے اس کی تیاری میں ہوتے ہیں تو قرآن بصورت حسین مرد کے ہے۔ اور اس کے سرہانے کھڑا رہتا ہے۔ جب یہ کفن میں کیا جاتا ہے تو قرآن پاک اس کے سینے پر ہوتا ہے پھر جب یہ قبر میں اتارا گیا۔ اور اس کے دوست آشنا متفرق ہو گئے۔ منکر نکیر آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں تو قرآن اس کے اور فرشتوں کے درمیان ہو جاتا ہے فرشتے کہتے ہیں تو ہٹ کہ ایک طرف ہو جا کہ ہم سوال کریں۔ قرآن کہتا ہے کہ خدا قسم ایسا نہیں ہو گا۔ یہ میرا دوست اور میرا ساتھی تھا۔ اور تم اسے کسی حال پر نہیں پا سکتے۔ اگر تمہیں کسی شے کا حکم ہے تو اپنے حکم کو پورا کرو اور مجھے نہیں چھوڑ دو کیونکہ میں اسے جُدا نہیں کر سکتا یہاں تک کہ جنت میں لیجاؤں پھر قرآن اپنے ساتھی کو دیکھ کر کہتا ہے میں وہی قرآن ہوں جسے تو اونچی اور پست آواز سے پڑھتا تھا۔ اور دوست رکھتا

تھا۔ میں بھی تجھے دوست رکھتا ہوں۔ اور جسے
میں دوست رکھوں، اللہ اسے دوست رکھتا ہے
تجھ پر منکر نکیر کے سوال کے بعد کچھ غم اور حزن
نہیں۔ پھر منکر نکیر سوال کرتے ہیں اور چلے جاتے
ہیں وہ شخص اور قرآن وہاں رہ جاتے ہیں تو قرآن
کہتا ہے میں تیرے لئے فرش نرم اور چادر احسن
مہیا کرتا ہوں۔ جس طرح کہ تو نے راتوں کی نیند کھوئی
اور دن کو مشقت اختیار کی۔ پھر قرآن آسمان کی طرف
بلند ہوتا ہے۔ پلک مارتے حضرت حق سبحانہٗ کے
دربار میں حاضر ہو کر یہ چیزیں مانگتا ہے۔ اسے
عنایت ہوتی ہیں۔ اور اس کے ساتھ دس لاکھ فرشتے
اترتے ہیں۔ جو ملائکہ آسمانِ ششم سے ہیں۔ پھر
قرآن قبر میں آ کر اسے دعا دیتا ہے اور کہتا ہے اے
قاری کیا تجھے میرے بعد وحشت ہوئی؟ میں جب سے
تیرے پاس سے گیا ہوں اسی قدر کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ
سے کلام و سوال کر کے تیرے لئے نعمتیں حاصل کیں
فرش۔ چادر اور کنجی تیرے لئے لایا ہوں تو اٹھ تاکہ
فرشتے فرش بچھائیں۔ پھر فرشتے نہایت سہولت
سے اسے اٹھاتے ہیں پھر اس کی قبر کو چار سو برس
کی راہ کے برابر وسیع کر دیتے ہیں۔ اور فرش
حریر بچھا دیتے ہیں۔ جس میں روئی کی جگہ مشک و
اذفر بھرا ہوتا ہے اور اس کے پاؤں اور سر کے
تلے سندس و استبراق رکھا جاتا ہے۔ اور دو چراغ
جنت کے نور سے جلائے جاتے ہیں۔ ایک پاؤں اور
ایک سر کے پاس رکھا جاتا ہے۔ یہ دو قیامت تک روشن
رہیں گے۔ پھر فرشتے اسے داہنی کروٹ پر قبلہ رُو
لٹا دیتے ہیں اور جنت کی چنبیلی اس کے لئے لائی جاتی
ہے اور فرشتے چلے جاتے ہیں وہ قاری (تلاوت کرنے
والا) اور قرآن رہ جاتا ہے۔ پھر قرآن یاسمین جنت
لے کر اس کی ناک پر رکھتا ہے اور وہ سونگھا کرتے
ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت میں قبر سے اٹھ کھڑا ہو
پھر قرآن اس کے گھر پر آ کر ان کی رات دن
خبر گیری کرتا ہے اور جس طرح والدِ شفیق نگران رہتا
ہے اگر کوئی اس کا لڑکا قرآن پڑھتا ہے تو قرآن اسے
بشارت سناتا ہے۔ اور اگر اس کی اولاد بد ہوتی
ہے تو یہ ان کے حق میں خیر و صلاح کی دعا کرتا ہے
(فافہم جلا) علماء کرام نے فرمایا ہے کہ قرآن آنے
کے یہ معنی ہیں کہ ثواب قرآن آتا ہے میں کہتا ہوں
کہ قبر میں ثواب قرآن کا آنا بھی ہو گا۔ اور قرآن خود
بھی تشریف لاتا ہو گا۔ جس سے بہت مومنین کا
قبر میں قرآن پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی
رحمۃ اللہ نے اس قسم کے واقعات کو شرح الصدور فی
احوال الموتی والقبور میں ذکر فرمایا ہے۔ اور نواب
صدیق حسن خان قنوجی جو غیر مقلدین کے معتمد علیہ
علماء سے ہیں۔ اپنی کتاب ثمار التنکیت ص۹۲ میں فرماتے ہیں

وابن عباس رضی اللہ عنہ گفتہ ضرب بعض
اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خباءہ
علی قبر ھو لا یحسب انہ قبر فاذا فیہ انسان
یقرأ سورۃ الملک حتی ختمھا فاتی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاخبرہ فقال ھی المنجیۃ تنجیہ من عذاب

القبر اخرجہ الترمذی وحسنہ والحاکم و البیہقی
ابو القاسم سعدی، در کتاب الروح گفتہ این
تصدیق است از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
بآنکہ میت در قبر قرآن میخواند زیرا کہ عبد اللہ اورا
اخبار باین معنی کہ داوے تصدیقش فرمود۔

و امام کمال الدین بن میکانی در کتاب العمل المقبول
فی زیارۃ الرسول نوشتہ ھذا الحدیث واضح الدلالۃ
علی ان المیت یقرأ فی قبرہ سورۃ الملک

وقد وقع فی ھذہ الامۃ ذکر اکرام اللہ تعالیٰ
لبعض اولیائہ بذلک واکرام بعضھم بالصلوٰۃ
وکان یدعو اللہ فی حیاتہ بذلک فاذا کان
من اکرام اللہ لبعض اولیائہ تمکینہم من
الطاعۃ والعبادۃ فی القبر فالانبیاء علیہم السلام
بالطریق الاولیٰ انتہیٰ گو تم از ینجا معلوم شد کہ عبادت
وطاعت ... واقعہ در قبور از موتی از جنس
اکرام الٰہی و اعظام عالم بالاست نہ از وادی
تکلیف و تقیید بلکہ برائے تلذذ بذکر خدا
دانستہ در وحشت ثوی است اللھم ارزقنا

و حافظ زین الدین ابن رجب در کتاب اہل قبور
نوشتہ قد یکرم اللہ تعالیٰ بعض اہل البرزخ باعمال الصالحۃ
فی البرزخ و ان لم یحصل لہ بذلک ثواب لانقطاع عملہ
بالموت لکن انما یبقی عملہ علیہ لیتنعم بذکر اللہ و طاعتہ کما
تتنعم بذلک الملائکۃ واہل الجنۃ فی الجنۃ وان لم یکن علی ذلک
ثواب لان نفس الذکر والطاعۃ اعظم نعم عند اہلہا مما تنعم
المتنعمون بمثل ذکر اللہ وطاعتہ انتہیٰ ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
بعض صحابہ نے ایک قبر پر خیمہ لگایا اچانک اس سے
ایک آدمی سورۃ الملک پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ اسے پورا
کیا۔ بس وہ صحابہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
تشریف لائے اور اس کی خبر دی آپ نے فرمایا یہ سورۃ
نجات دینے والی ہے عذاب قبر سے نجات دیتی ہے
اس کو ترمذی نے نکالا۔ اور حسن نے کہا اور حاکم و بیہقی
نے بھی نکالا۔ ابو القاسم سعدی نے کتاب الروح میں
کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصدقہ بات ہے
کہ میت قبر میں قرآن پڑھتا ہے کیونکہ عبد اللہ نے آپ کو
اس معنی کی خبر دی۔ تو آپ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

اور امام کمال الدین بن میکانی اپنی کتاب العمل المقبول
فی زیارت الرسول میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر دلیل
واضح ہے کہ میت اپنی قبر میں سورۃ الملک پڑھتا ہے

اور اس امت میں بعض اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ
نے اس اکرام پر فائز فرمایا۔ اور بعض کو نماز کے اکرام
سے نوازا کہ وہ زندگی میں اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا
کیا کرتے تھے۔ تو جب بعض اولیاء اللہ کے لئے
قبر میں طاعت و عبادت کے اکرام سے ممکن ہے
تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے بطریق اولیٰ
ممکن ہے (بلکہ واقع ہے) انتہی

(باقی باقی)

فضائلِ کلمہ طیبہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

• از معین الملت الحاج مولانا پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ علی پوری •

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اسرار التنزیل میں لکھا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے سات کلمے ہیں۔ اور بندہ کے اعضاء اور جہنم کے ابواب یعنی دروازے بھی سات ہیں۔ جب کوئی بندہ اس کلمہ شریف کو صدقِ دل سے پڑھتا ہے اور اس کے مفہوم پر ایمان لاتا ہے۔ تو اس کا ایک ایک کلمہ بندے کے ایک ایک عضو پر دوزخ کے ایک ایک دروازے کو بند کر دیتا ہے۔ یعنی مسلمان کا سارا جسم جہنم کے عذاب سے بری ہو جاتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ بندے کے اعضا سات سے زائد ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ سات اعضا سے وہ مخصوص اعضا مراد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ میں ہیں۔ اس حدیث کا ترجمہ ہے کہ بیشک مجھ کو حکم ہوا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔ ان سے وہ اعضاء مراد ہیں جن سے مقاصد و مفاسد میں اکثر کام لیا جاتا ہے اور وہ دو ہاتھ، دو پاؤں، دو آنکھیں اور زبان ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ سات اعضا سے مراد وہ ہیں جن کی گناہوں سے حفاظت مطلوب ہے۔ اور وہ پیٹ اور فرج اور دو ہاتھ اور دو پاؤں اور چہرہ ہے۔ سمرقندی نے کتاب اربعین میں کہا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ چار ہزار گناہوں کو اعمالنامہ سے دور کرتا ہے یعنی اس کا ایک ایک کلمہ ایک ایک ہزار گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ ابن القا کہانی نے ذکر کیا کہ جو کوئی اپنی عادت بنائے کہ جب بھی وہ گھر میں داخل ہو تو وہ یہ کلمہ شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس سے فقر و افلاس کو دور کر دیں گے۔ اور دین و دنیا میں اس کو غنی بنا دیں گے۔ بعض عالموں نے کہا کہ جب کوئی شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا ہے تو عرش وجد میں آتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر چیز کے لئے مصقل ہے اور دل کے لئے مصقل ذکر ہے۔ اور افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ اس میں دل کی جلا اور اس کی سفیدی اور اس کی روشنی ہے یعنی اس کلمہ طیبہ کے ورد کے ساتھ دل تمام کثافتوں اور کدورتوں سے صاف ہو جاتا ہے۔ اور اس کی سیاہی اور ظلمت دور ہو جاتی ہے اور وہ مانندِ آئینہ کے ہو جاتا ہے۔ ایک اثر میں آیا ہے کہ جس

نے کلمہ طیبہ پڑھا اس کو دنیا کے جملہ کافروں کی تعداد کے
برابر ثواب عطا ہوتا ہے۔ اس میں تعجب کی کوئی بات
نہیں، اللہ تعالیٰ کی عطا اور جود وسخا لامتناہی ہے
جس بندے کو جس عمل پر جتنا ثواب دے وہ قادر ہے
اس کا سبب یہ ہے کہ جب اس نے یہ کلمہ پڑھا تو گویا
اس نے تمام جہان کے کافروں کا رد کیا اس لئے اس
کو تمام جہان کے کافروں کے شمار کے برابر ثواب
حاصل ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ کفار اور بے دینوں
کے رد میں بھی ثواب عطا ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ
بعض عالموں سے پوچھا گیا کہ بِئرٍ مُعَطَّلَةٍ کا جو
اللہ تعالیٰ کا قول ہے کیا مطلب ہے۔ انہوں نے کہا
بِئرٍ مُعَطَّلَةٍ سے مراد کافر کا دل ہے۔ جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا
اللہ سے معطل اور خالی اور محروم ہے۔ اور قصرٍ
مُشید سے مراد ایمان دار کا دل ہے جو اس کلمہ
کے انوار اور برکات سے قوی اور مضبوط ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب کوئی
شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو اس کے منہ سے ایک
سبز رنگ کا پرندہ نکلتا ہے اس کے سفید رنگ کے
دو بازو ہوتے ہیں اور سر پر موتیوں اور یاقوت کا
بنا ہوا تاج ہوتا ہے۔ وہ آسمان کی طرف چڑھتا ہے
اس کی گنگناہٹ جو شہد کی مکھی کی آواز کے مشابہ
ہوتی ہے عرش کے نیچے سنی جاتی ہے اس کو حکم ہوتا
ہے۔ ٹھہر جا، آرام کر، وہ عرض کرتا ہے۔ میں نہیں
ٹھہروں گا جب تک میرے کہنے والے کو نہ بخش
دیا جائے اسی وقت اس کے کہنے والے کو بخش دیا
جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس پرندے کو ستر ہزار
زبانیں دی جاتی ہیں اور وہ قیامت کے دن تک اپنے
پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتا رہتا ہے جب
قیامت کا دن ہوگا تو وہ پرندہ آئیگا اور اس
کا جنت کی طرف قائد اور رہنما ہوگا۔

عبد الواحد ابن زید سے روایت ہے کہ میں جہاز
پر سوار تھا ہوا نے ہم کو ایک جزیرہ میں پھینک دیا
ہم سب جو جہاز میں سوار تھے جہاز سے نکل کر اس
جزیرہ میں گئے وہاں ہم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ
گائے کی عبادت کرتا ہے۔ ہم نے اس کو کہا تو اس
گائے کی عبادت کرتا ہے جس کی شکل بنانے پر
ہم میں سے ایک آدمی قادر ہے۔ اس نے متعجب
ہو کر کہا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ ہم نے کہا
اس معبود کی جس کا عرش آسمان پر ہے اور
حکومت زمین پر ہے اس نے کہا تم کو اس معبود
کی خبر کس نے دی، ہم نے کہا اس نے ہماری طرف
اپنا رسول بھیجا اس نے کہا اب وہ رسول کہاں ہے
ہم نے کہا اللہ نے اس کو اپنی طرف بلا لیا ہے اس
نے کہا کیا اس نے تمہارے پاس کوئی اپنی علامت
چھوڑی ہے۔ ہم نے کہا ہاں، اس نے بادشاہِ حقیقی
کی کتاب یعنی قرآن شریف ہم میں چھوڑا ہے، اس
نے کہا تمہیں اس میں سے اس وقت کچھ یاد ہو تو
پڑھ کر سناؤ۔ ہم نے سورۃ الرحمٰن کو پڑھنا شروع
کیا اور وہ رو رہا تھا۔ جب سورۃ ختم ہو گئی۔ تو
اس نے کہا جس ذات کی یہ کتاب ہے اس کی نافرمانی

کرنی ہرگز لائق نہیں ہے۔ پھر ہم نے اس کو کلمہ شریف
پڑھایا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اور ہم نے اس کو اپنے
ساتھ جہاز میں سوار کر لیا جب رات کو عشاء کی نماز
کا وقت ہوا تو اس نے ہمارے ساتھ عشاء کی نماز
پڑھی جب ہم سونے لگے تو اس نے کہا تم نے جس رب
کی مجھ کو خبر دی ہے کیا وہ سوتا ہے؟ ہم نے کہا
وہ زندہ اور قیوم ہے وہ سوتا نہیں۔ اس نے کہا
تم اچھے بندے نہیں ہو۔ اس لئے کہ تم سو رہے ہو
اور ہمارا مالک نہیں سوتا۔ جب ہمارا جہاز خشکی پہ
پہنچا اور ہم نے اپنے شہر کی طرف جانے کا ارادہ
کیا تو اس کے لئے ہم نے کچھ روپے جمع کئے اور
اس کو دیئے کہ ان کو اپنی حاجتوں میں خرچ کرنا
اس نے کہا تم نے جو راستہ مجھے دکھایا ہے تم خود
اس پر نہیں چلے تم کو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ جو
رب مجھے اس وقت دیتا تھا جب میں اس کے غیر
کی عبادت کرتا تھا۔ کیا اب وہ جب کہ میں اس کی
عبادت کرتا ہوں مجھ کو بھول جائیگا؟ اس واقعہ کے
تین دن بعد میں نے سنا کہ وہ حالت نزع میں ہے
میں اس کے پاس آیا اور اس کو کہا تمہیں کوئی
حاجت ہے؟ اس نے کہا جس میرے رب نے مجھ کو
جزیرہ سے باہر نکالا اس نے میری ساری حاجتیں
پوری کر دی ہیں۔ پھر میں اس کے پاس ہی سو گیا۔
میں نے خواب میں ایک لڑکی کو جو نہایت خوبصورت
ہے دیکھا۔ اس نے کہا اس کو یہاں جلدی بھیجو میں
اس کی بہت مشتاق ہوں۔ پھر میں بیدار ہوا تو میں
نے دیکھا کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ میں نے اس کو
دفن کیا پھر اسی رات میں نے اس کو خواب میں دیکھا
کہ اس کے سر پر تاج ہے۔ اور اس کے سامنے حور
العین ہے۔ اور وہ قرآن پاک کی اس آیت کی تلاوت
کر رہا ہے۔ والملائکۃ یدخلون علیہم من
کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی
الدار۔ اور فرشتے ان پر داخل ہوتے ہیں ہر دروازے
سے اور ان کو کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو بسبب اس
کے کہ تم نے صبر کیا پس آخرت کی دار اچھی ہے
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا
ایک مجوسی کو جب کہ وہ قریب المرگ تھا۔ تیرا کیا
حال ہے اس نے کہا میرا قلب علیل ہے۔ اور مجھ کو
قوت نہیں اور میرا بدن بیمار ہے اور مجھ کو صحت
نہیں اور قبر تنہائی کی جگہ ہے۔ اور میرا کوئی مونس
نہیں۔ اور راستہ لمبا ہے اور میرے پاس زاد نہیں۔
اور پلصراط باریک ہے اور مجھے اس سے گذرنے کی
طاقت نہیں۔ اور آگ گرم ہے اور مجھ میں اس کی برداشت
نہیں۔ اور جنت بلند ہے اور میرا حصہ نہیں اور رب
عادل ہے۔ اور میرے لئے حجت نہیں۔ حسن بصری نے
کہا کہ میں نے اس کو کہا کہ تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا؟ اس
نے کہا یا شیخ کنجی رب تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اور قفل
یہاں ہے۔ اور اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر وہ
بیہوش ہو گیا۔ میں نے جناب باری میں دعا کی۔ یا
الٰہی اگر اس مجوسی نے کوئی نیکی کی ہے تو اس کا بدلہ تو
اس کو جلدی دے دے پھر وہ ہوش میں آیا تو اس نے

کہا اے شیخ رب تعالیٰ نے کُنجی بھیجدی ہے۔ اپنا ہاتھ میری طرف کیجئے۔ جب میں نے اپنا ہاتھ اس کی طرف کیا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر پڑھا، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ، اور فوت ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ابو عبد اللہ الیافعی نے کتاب الارشاد میں، شیخ عبد اللہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے بعض آثار میں سُنا ہے، کہ تحقیق جس نے لا الٰہ الا اللہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا تو وہ فدیہ اس کا ہو گا نار سے۔ یہی میں نے عمل کیا اور اس کو اپنے لئے ذخیرہ کیا۔ اور عمل کیا میں نے ساتھ اس کے اپنے اہل کیلئے بھی۔ ہمارے ساتھ ایک جوان رہتا تھا جس کے متعلق مشہور تھا کہ اس کو بعض وقت جنت اور نار کا کشف ہوتا ہے اور مجھے اس بات کے تسلیم کرنے میں تردد تھا۔ ایک دن چند دوستوں کے ساتھ اس کے گھر کھانا کھانے کے لئے جانے کا اتفاق ہوا جب ہم اور وہ جوان کھانا کھا رہے تھے تو اس نے اچانک ایک چیخ ماری اور کہا میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے۔ میں نے اپنے دل میں ہی ستر ہزار کلمہ جو میں نے اپنے لئے جمع کیا تھا اس کی ماں کو بخشدیا، پھر وہ فوراً مسکرانے لگا اور خوش ہو گیا۔ اور اس کا اضطراب اور بے چینی جاتی رہی اور کہا کہ اب میری ماں کو دوزخ سے نکال دیا گیا ہے۔ اور اس کے گناہ بخشدیئے ہیں۔ مجھ کو اس واقعہ سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک۔ فائدہ یہ ہوا کہ اس اثر اور روایت کا صدق معلوم ہو گیا اور دوسرا فائدہ اس جوان کے کشف کے متعلق جو مجھ کو تردد تھا وہ جاتا رہا۔ اور اس کے صحیح ہونے کا یقین ہو گیا۔

تضمین آیاتِ قرآنی

حضرت علامہ پروفیسر جناب حامد حسن قادری صاحب مدظلہم العالی ایم اے

(۱)

جو کچھ ارشادِ خداوندی ہے، اس میں کچھ شک ہے نہ کچھ بات ضد
کہدو عالم سے پیامِ اسلام، اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

(۲)

تم کو ہے اگر اللہ کی چاہ، قرآن میں اس کی ہے ایک ہی راہ
سُن لو حبیبِ حق کی زبانی، فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(۳)

سمجھیں کُنہ خدا کو کیا ہم، ممکن نہیں سانس بھی ہو وہ نما
ہے ارض و سماء پہ چھائی اُسکی کرسی، حق کہ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا

(۴)

معبود ہو ہر شجر حجر، ہر کہ و مہ سمجھو تو خود انسان کی توہین ہے یہ
مالک ہے وہ جو گناہ چاہے بخشے، سُن رکھو کہ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ

(۵)

دل ہے وقفِ ہوا و نذرِ ہوس، سخت کافر ہے دل خدا کی پناہ
دل ہے یا کوئی بھینٹ کا بکرا، مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ۔

نعت شریف

غلام رسول گوہر جماعتی ضیائی (مدیر مسئول)

خوشا قسمت ہوئی خیر الامم امت محمدؐ کی
مقدر میں لکھی تھی مل گئی نعمت محمدؐ کی

فرشتوں سے میں کہہ دوں گا یہی ہیں مصطفےٰ میرے
لحد میں جب دکھائیں گے مجھے صورت محمدؐ کی

میں اس کی شانِ رحمت پر تصدق جان کر دونگا
دکھا دے گر خدا صورت دمِ رخصت محمدؐ کی

بکثرت ہیں اگر عصیاں تو کیا ہے فکر اے زاہد
فزوں تر وسعتِ عالم سے ہے رحمت محمدؐ کی

مقامِ حمد کے محشر میں ہونگے آپ ہی نوشہ
دکھائی جائیگی سب کو وہاں عزت محمدؐ کی

ہوا ممنوع اونچا بولنا پیشِ نبیؐ ہم کو
ادب والوں کو دی اللہ نے صحبت محمدؐ کی

ہزاروں کوششیں کرتے ہیں اعدائے دیں لیکن
نہ ہوگی مطلقاً کم دہر سے شوکت محمدؐ کی

صلوٰۃ و صوم پہ ہی کچھ نہیں موقوف اے زاہد
پسند اللہ کو اے دوست ہے الفت محمدؐ کی

نہیں پروائے مال و زر مگر یا رب عطا کر دے
کمالِ شعر، تا کرتا رہوں مدحت محمدؐ کی

گنہگارانِ امت کیوں نہ ہوں حقدار جنت کے
ہے یہ امت محمدؐ کی ہے یہ جنت محمدؐ کی

نہ شب کو نیند آتی ہے نہ دن کو ہے سکوں گوہر
مرے نزدیک محشر خیز ہے فرقت محمدؐ کی

نقش و نگار

جناب حضرت عزیز حاصل پوری مدظلہ العالی

نگاہوں کی جنت دیارِ محمدؐ
نگارِ تمنا، بہارِ محمدؐ

دلِ زار ہے، لالہ زارِ محمدؐ
کہ ہے اس چمن میں بہارِ محمدؐ

عیاں اس سے ہے اختیارِ محمدؐ
کہ بعد از خدا ہے وقارِ محمدؐ

دکھائے گا پروردگارِ محمدؐ
کسی دن تو مجھ کو دیارِ محمدؐ

پیامی یہاں بے قرارِ محمدؐ
خدا کو وہاں انتظارِ محمدؐ

سرِ عرش بزمِ دنیٰ منعقد ہے
محمدؐ ہیں خود ہمکنارِ محمدؐ

محمدؐ کا دم ہے سکونِ دل و جاں
سکونِ دل و جاں نثارِ محمدؐ

زمیں آسماں چاند سورج ستارے
یہ سارے ہیں نقش و نگارِ محمدؐ

مرا دل ہے میخانۂ عشق و مستی
مری آنکھ بادہ گسارِ محمدؐ

زمانے کے محتاج ہرگز نہیں ہیں
زمانے میں لیل و نہارِ محمدؐ

عزیز آئیں گے کب نظر اُن کے جلوے
نگاہوں کو ہے انتظارِ محمدؐ

تمہارے اسلاف اور تم

مسلسل نظم (قسط ۵)

حضرت مولانا نسیم بستوی (انڈیا)



کبھی دنیا میں توحید و رسالت کے امیں تم تھے
کبھی انگشتریٔ عدل کے زریں نگیں تم تھے
کبھی کاشانۂ اسلام میں روشن جبیں تم تھے
کبھی افلاک کی رفعت سے بھی آگے کہیں تم تھے

کسی لمحہ نہ ہوتے تھے خدا کے حکم سے غافل
تمہارے سامنے تھی ہر گھڑی اسلام کی منزل

تمہارے عہد روشن کی نہیں آئی مثال ابتک
نہ ان سا کوئی آیا صاحبِ حسن و جمال ابتک
نہ پیدا ہو سکا اسلاف کا جاہ و جلال ابتک
لرزتا ہے مسلمانوں سے ہر رنگِ زوال ابتک

جو اسلامی صداقت عظمتِ ایماں کے پیکر تھے
دو عالم کے لئے جو مہرِ تاباں ماہِ انور تھے!

بنایا ضو فشاں کس نے فلک کے چاند تاروں کو
دکھائی کس نے موجِ سرخوشی سینہ فگاروں کو
کیا کس نے حسیں جنت بداماں لالہ زاروں کو،
سنایا کس نے نکہت آفریں نغمہ بہاروں کو،

وہ مردِ حق کہ جن کی خاکِ پا اکسیرِ اعظم ہے،
وہ مومن جس کی طلعت باعثِ تنویرِ عالم ہے،

زمیں سے آسماں تک روشنی تھی اس زمانے میں
مسرت، شادمانی و خوشی تھی اس زمانے میں
ہر اک شے میں بہارِ زندگی تھی اس زمانے میں
رخِ انساں پہ حسن و دلکشی تھی اس زمانے میں

سحر اس دور کی بے نور انساں ظلم کا پیکر
اداسی موت کی تاریکیاں چھائی ہیں عالم پر

وہ ڈر سکتے نہیں تھے قیصر و کسریٰ کی طاقت سے
کبھی باز آ نہیں سکتے تھے وہ حق و صداقت سے
انھیں خطرہ نہیں تھا تاجِ شاہی کی وجاہت سے
تڑپ رکھتے تھے سچی اپنے دل میں دین و ملت سے

اگر وہ بھی کبھی اندیشۂ سود و زیاں کرتے،
تو وہ بھی فصلِ گل میں اپنا برباد آشیاں کرتے،



شانِ رسالت

(نتیجۂ مفکر مولانا محمد یوسف مطیع ڈسکوی نقشبندی)

ساقیٔ کوثر، شافعِ محشر، رحمتِ عالم نورِ مجسّم
تم نے ہی پائی ایسی سعادت، صلے اللہ علیہ وسلم
ہاتھ تمہارا ہاتھ خدا کا، آنکھ تمہاری آنکھ خدا کی
دیکھو تو قرآں، شمعِ ہدایت صلے اللہ علیہ وسلم
بات زباں سے جو بھی نکلی غیر کے بھی دل میں جا اتری
یوں ہے بلاغت، یہ ہے فصاحت صلے اللہ علیہ وسلم
قدرت کے شاہکار تمہیں ہو، فطرت کے مختار تمہیں ہو
یہ ہے تمہاری شانِ رسالت، صلے اللہ علیہ وسلم
قدرت کے اسرار عجب ہیں، عرش پہ تیرے ہو عرش پہ پہنچے
آپ کے بن ہے کسکی طاقت، صلے اللہ علیہ وسلم
رونقِ بزم یوم انزل ہوا کعبۂ دل تھا ہو ختم الرسل ہو
کس کو ملی ہے ایسی سعادت، صلے اللہ علیہ وسلم
کون ہے ملجا کون ہے ماویٰ در در کا دکھڑا کہیئے کسکو
حشر میں ہے پھر کسکی رفاقت، صلے اللہ علیہ وسلم
طوفانوں میں جان کا خطرہ، اس خطرے میں آپکا ماما
ایسا جیسے آیۂ رحمت، صلے اللہ علیہ وسلم
اپنے خیر سے تھا اپنے لیکن غیروں نے بھی مان لیا ہے
کیا ہے درخشاں صبحِ صداقت صلے اللہ علیہ وسلم
ہر سو جا ہیں فتنے ظاہر فتنوں میں ہر فرد ہے ماہر
ہر ہر فرد ہے وجہِ ہلاکت، صلے اللہ علیہ وسلم
قول کی شاہی ہر سو جاری، عمل کی بازی سب نے ہاری
قال سے کیا ہو حاصل طاعت، صلی اللہ علیہ وسلم
کب سے در تک دور رہیں سے عصیاں میں ہیں محصور مطیعؔ
اب تو کیجے نظرِ عنایت۔ صلے اللہ علیہ وسلم

لسان الحسان حضرت یعقوب حسن تمنّا ضیا القادری

زہے شانِ عزّ و علائے محمد
ہے عرشِ بریں زیرِ پائے محمد
دو عالم میں جلوہ سرائے محمد
زہے جلوہ حق نمائے محمد
محمد ہیں محبوبِ ربِّ دو عالم
ہے ربِّ دو عالم خدائے محمد
بہشتِ دو عالم ہیں مکہ مدینہ
ہے فردوس دولت سرائے محمد
رضائے خدا کی خدائی ہے خواہاں
خدا کی رضا ہے رضائے محمد
خدا آشنا ہو گئی اک خدائی
خدائی میں تشریف لائے محمد
نبی اور رسل سب جہاں بھر میں آئے
حجازِ مقدس میں آئے محمد
تھے عبد اور رب میں حجابات جتنے
وہ سب پردے تم نے اٹھائے محمد
ہوئی آسمانوں کو معراج حاصل
سرِ عرش تشریف لائے محمد
خط و خال و عارض میں آیاتِ قرآں
ہو الّیل زلفِ دوتائے محمد
گنہگار میں ہوں تو رحماں ہے یارب
میری مغفرت ہو برائے محمد
گئے جلّہ عرش سے دور آگے ٭ ہے توسین خلوت سرائے محمد
ضیا پر بھی یارب نگاہِ کرم ہو ٭ ضیا بھی ہے مدحت سرائے محمد

انسان

صاحبزادہ سید مقبول حسین صاحب علی پور سیداں

خداوندِ عمیم الاحسان کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں جنسِ انسانی میں پیدا کیا۔ اگر وہ چاہتا تو ہمیں حیوانوں میں پیدا کر سکتا تھا۔ اسی بات کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اگر ہمارے جسم کے تمام بال زبان بن جائیں اور خداوندِ قدوس کا شکریہ ادا کرنے لگیں تو ادا نہیں کر سکتے۔

انسان اس دنیا میں غرور و نخوت کی ہوا سینہ میں لئے جاہ و ثروت پہ ناز کرتے ہوئے زمین پر اکڑ اکڑ کر اس طرح چلتا ہے جیسا کہ اُس نے دوام البقاء ہی کی زندگی بسر کرنی ہے۔ اسے معلوم نہیں کہ میری ابتدا کیا ہے اور میں کس چیز سے پیدا ہوا ہوں۔

اے انسان تو آخر پانی کے ایک گندے قطرہ (جسے نطفہ کہتے ہیں) سے پیدا ہوا ہے جو کہ ماں کے پیٹ میں تھا بے حس و حرکت اور جس کی نہ کوئی شکل و صورت صرف یہ خون کا ایک منجمد لوتھڑا تھا۔ خدا کی کاریگریوں اور قدرت کی صناعیوں سے نو ماہ ماں کے پیٹ میں جیتی جاگتی اور ذی روح تصویر ہو گیا۔

اے انسان جب تو نے اس دنیا میں قدم رکھا تھا تو سرنگوں تھا۔ مادر زاد ننگا تھا، نہ تجھے کھانے کا ہوش تھا نہ پینے کی خبر تھی ..... تجھے نجاست اور پاکیزگی میں امتیاز نہ تھا نہ مراتبِ انسانیت کا لحاظ تھا۔ اس طرح تو نے رفتہ رفتہ ہوش سنبھالا، عقل کی روشنی میں دنیا کی سیر کی۔ خدائی خدام کی دستگیری و تربیت سے آخر تو جاہ و خدم تزک و احتشام والا ہوا۔ اور اپنے آپ کو انسانی مرتبہ سے اونچا خیال کرنے لگ گیا۔ اس فرعونی، دولت کی حرص و ہوس تیرے جسم کے رگ و ریشہ میں اس قدر سما گئی ہے کہ تو دوسرے ضعیف و نزار انسانوں کو انسان ہی نہیں سمجھتا بلکہ اپنی جاہ و ثروت سے رشتہ بنا بیٹھا ہے۔ اے جاہل اور نادان انسان تو کس بات پہ اتنا ناز و گھمنڈ کرتا ہے۔ آخر تیرا یہ جاہ و مال قبر تک ہی ساتھ دے گا۔ اس فانی دنیا سے دل لگانا بے سمجھی کی دلیل ہے۔ آخر اس نے ہمیں چھوڑ جانا ہے اور ہم اسے چھوڑ جائیں گے، اے انسان انتہا تیری یہ ہے کہ ایک دن مر کے بے جان ہو جائیگا۔ انسانیت کی مشین چلتے چلتے رک جائیگی۔ روح جسم سے پرواز کر جائیگی اور جیسے پہلے بے حس و حرکت تھا ویسا ہی مر کر ہو جائیگا

مرنے کے بعد تیری یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر تجھے مٹی کے نیچے دبا دیا جائے تو تو فریاد نہیں کر سکتا۔ تیرے جسم کو جلا دیا جائے تو اُف نہیں کر سکتا۔ نازوں سے پلے ہوئے جسم اگر جانور تیرا تکا بوٹی کر دیں تو ناک بھوں نہیں چڑھا سکتا۔ دس جوتے کوئی لگا دے تو چوں نہیں کر سکتا۔

کیا مرنے کے بعد تیرے اعزا و اقربا تیری لاش کو جلد سے جلد نکالنے کے متمنی نہیں ہوتے۔ کیا جس کو نفیس سے نفیس مکانوں میں رکھتے تھے اس کو جنگل میں یکہ و تنہا چھوڑ کر چلے نہیں آتے۔

پس! اے انسان!! جبکہ تیری ابتداء وہ تھی اور انتہا یہ ہے اور عجز و بے کسی کا ایک مجسم پتلا ہے کیا اس سرگزشت سے یقین نہیں ہو جاتا کہ تو خود اپنا بنانے والا نہیں۔ بلکہ تیرا بنانے والا خالق اور ہے۔ تو خود اپنا مالک نہیں بلکہ تیرا مالک اور ہے اگر تو خود اپنا مالک ہوتا تو شاید نطفہ کی بجائے عطر و مقطر سے اپنے آپ کو بناتا۔

اے انسان! اللہ تعالیٰ نے تمام کھانے پینے کی اشیاء تیری ہی خاطر پیدا کی ہیں۔ جو کہ تیرے جسم کی معین و مددگار اور تیرا ذریعہ حیات ہیں۔ اللہ عزو جل نے تیری زندگی کے لئے ہوا۔ پانی۔ سورج، چاند پیدا کئے اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ دنیا کی ان تمام آسائشوں کے ہوتے ہوئے بھی اگر تو خداوند قدوس کی حکم عدولی کرتا ہے تجھ میں اور شیطان میں کوئی فرق نہیں.......

...... کیسے ...... قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:۔

مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ: اے ابلیس جب میں نے تجھے آدم کو سجدہ کرنے کے لئے کہا تو کس بات نے تجھے روکا؟ ابلیس نے جواب دیا:۔

أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ

تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے آگ مٹی سے بہتر ہے۔ اس بات نے مجھے آدم کو سجدہ کرنے سے روکا۔ اس حکم عدولی اور تکبر کی وجہ سے ابلیس راندۂ درگاہ ہوا اور اسے شیطان کا لقب ملا۔ تکبر عزازیل را خوار کرد اس سے پیشتر یہی شیطان بارگاہ رب العزت میں اپنی عبادت و ریاضت کے سبب بڑا مقبول تھا لیکن اس تھوڑی سی نافرمانی پر رد کر دیا گیا اس کا اور اس کی پیروی کرنے والے کا ٹھکانا دوزخ قرار پایا۔ اسے اپنے آپ کو عابد کہنے والے انسان تو بھی اتنا متکبر نہ ہو۔ اور شیطان کی طرح دوسروں کو حقیر و ذلیل نہ سمجھو، بلکہ اپنے خالق و مالک کا ہر لحظہ و گھڑی شکریہ ادا کر اور اپنے نادار اور غریب مسلمان بھائیوں کا خیال کر ہو سکتا ہے کہ پھر تجھے یہ موقع نہ ملے یا نہ ملے۔

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے

جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

اسی طرح ایک اور شاعر نے کہا ہے

اے غافل گھڑیاں تجھے دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

اے انسان وقت کو غنیمت شمار کر اور دار البقا کے لئے سامان

فضائل اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اجمعین

حضرت مولانا علی احمد صاحب چک ۱۳۵ سرگودھا

الحمد للہ رب العالمین الصلوٰۃ والسلام فی الملوین
علیٰ عبدہٖ و رسولہٖ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ و ازواجہٖ و اولادہٖ
و عترتہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ قال اللہ تعالیٰ
جل شانہٗ فی القرآن المجید محمد رسول اللہ والذین معہٗ
اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون
فضلا من اللہ و رضوانا سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود
ذالک مثلہم فی التوراۃ ومثلہم فی الانجیل کزرع اخرج
شطأہ فآزرہ فاستغلظ علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ
بہم الکفار وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات منہم
مغفرۃ و اجرا عظیما" (سورۃ فتح ۲۶)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا رسول ہے
اور جو لوگ ساتھ اس کے ہیں بہت زور آور ہیں اوپر کفار
کے رحمدل ہیں آپس میں دیکھے تو ان کو رکوع کرنیوالے اور سجدہ
کرنیوالے ڈھونڈتے ہیں فضل اللہ کا اور رضامندی اس کی
نشانی اس کی بیچ ان کے چہروں کے ہے۔ اثر سجدہ کے سے یہ
کہاوت مثل انکی ہے بیچ توریت کے اور مثل اس کی ہے۔
بیچ انجیل کے مانند مثال کھیتی کی جو نکالا سبزہ اپنا پھر قوی
کیا اس کو پھر موٹا ہوا پھر کھڑا اوپر نال کے اچھا لگتا ہے
کھیتی کرنے والوں کو تاکہ غصہ میں لائے ساتھ اس کے
کافروں کو وعدہ دیا اللہ تعالیٰ نے جو لوگ ایمان لائے
اور عمل کئے نیک۔ ان میں سے معافی کا اور ثواب بڑے کا

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاحب
لولاک لما حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
شان رسالت و منصب نبوت کا ذکر بیان کیا ہے فرمایا
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا رسول ہے۔ والذین
معہٗ جو لوگ اس کے ساتھ ہیں یعنی سیدنا ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ اشداء علی الکفار سے مراد سیدنا
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ رحماء بینہم سے مراد
سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ تراہم
رکعا سجدا سے سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
مراد ہیں۔ یبتغون فضل من اللہ و رضوانا سے طلحہ اور زبیر
رضی اللہ عنہ حواری نبی صلعم مراد ہیں۔ اور سیماہم فی وجوہہم
من اثر السجود حضرت سعد و سعید و عبدالرحمٰن بن عوف
ابوعبیدہ ابن الجراح مراد ہیں۔ یہ سب عشرہ مبشرین کی
جماعت میں داخل ہیں۔ اس کہاوت کی مثال بیچ توریت
کے مذکور ہے اور مثل اس کی بیچ انجیل کے ہے۔ زرع

مراد حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ بارک وسلم مراد ہیں۔ اخرج شطاہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی فازرہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی فاستغلظ سے مراد، سیدنا عثمان بن عفان رضی ہیں۔ فاستوی علی سوقہ، سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہیں۔ یعجب الزراع سے جملہ اہل ایمان مراد ہیں۔ قولہ لیغیظ بہم الکفار تا کہ غصہ میں لاوے اللہ بسبب اس کے کفار بدکردار کو، خازن صہ ۱۲۹ جلد ۶، معالم صہ ۱۲۹ جلد ۶، عباسی صہ ۵۸۶ غنیۃ الطالبین صہ ۱۲۷ قال مالک من اصبح وفی قلبہ غیظ علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد اصابتہ ھذہ الآیۃ، خازن ومعالم صہ ۱۲۹ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے جس شخص نے صبح کی درانحالیکہ اس کے دل بغض وکینہ ہو ساتھ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داخل ہوا بیچ وعید اس آیۃ کریمہ کے یعنی کافر خارج از اسلام ہو گیا۔

• قال سفیان بن عیینۃ من نطق فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکلمۃ فھو صاحب ھوی۔"

حضرت سفیان بن عیینہ رح نے کہا ہے جس شخص نے کلام کیا بیچ شان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی گفتگو کے وہ شخص بدعتی ہے۔ (غنیۃ الطالبین صہ ۱۲۹ جلد ۱، صواعق محرقہ مصری صہ ۱۲۵)

• ومن ھذہ الآیۃ (الی لیغیظ بہم الکفار) استدل الامام مالک بکفر الروافض الذین یبغضون الصحابۃ ومن غاظ الصحابۃ فھو کافر" اور اس آیت گرامی سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کفر روافض پر استدلال کیا ہے کہ وہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کینہ رکھتے ہیں۔ جو شخص بغض وعداوت رکھے ساتھ اصحاب کرام کے وہ کافر ہے کہا علامہ زمان شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے، ھو ماخذ حسن یشھد لہ ظاہر الآیۃ ووافقہ الشافعی رضی اللہ عنہ فی قولہ بکفرھم ووافقہ جماعۃ من الائمۃ" یہ نہایت بہترین استنباط ہے، آیۃ ہذا کا مضمون اس پر شاہد ہے اور موافقت کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ اس قول کے بیچ ان کی تکفیر کرنے کے۔ ہذا فی المواہب اللدنیہ صہ ۱۲۸ جلد ۲ اور موافقت کی ایک گروہ آئمہ دین نے اسبات کی۔

کتاب الشفا فی حقوق المصطفیٰ جلد ثانی صہ ۴۶ مصری، ومن احسن الثناء علی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقد بری من النفاق ومن انتقص منہم فھو صاحب مبتدع مخالف السنۃ والسلف الصالح واخاف ان لا یصعد عملہ الی السماء حتی یحبھم جمیعا ویکون قلبہ سلیما۔ جو شخص تعریف وتوصیف کرے اصحاب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیشک بری ہوا نفاق سے جو شخص بے حرمتی یا بے آبروئی کرے انہیں سے کسی فرد واحد کی وہ بدعتی ہے اور مخالف سنت اور سلف صالحین کا ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ اس کے اعمال آسمان کی طرف اٹھائے نہ جائیں گے (یعنی عند اللہ قبول نہ ہوں گے) یہاں تک کہ ان سب کو دل سے عزیز اور دوست تصور نہ کرے ——— اور اس کا دل انکے کینہ سے پاک صاف نہ ہو۔

(۲) قال اللہ تعالیٰ، والسابقون الاولون من المہاجرین

وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ (سورۃ توبہ پ۱۱) اور سبقت کرنے والے پہلے لوگوں سے یعنی مہاجرین اور انصار سے اور جو لوگ تابع ہوئے ان کے ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے تیار کئے ان کے لئے باغات جاری ہیں نیچے ان کے نہریں ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے یہ کامیابی ہے بڑی بھاری"

دربارہ تعیین سابقین اولین کے علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اختلاف کیا ہے۔ بقول سعید بن مسیب و امام قتادہ و ابن سیرین رضہ وغیرہ کے وہ لوگ اصحاب دو قبلتین ہیں۔ جن لوگوں نے ہر دو قبلہ (یعنی بیت المقدس اور کعبۃ اللہ) کی طرف نمازیں پڑھی ہیں۔ بقول عطاء ابن ابی رباح وہ لوگ اصحاب جنگ بدر کے ہیں جو گنتی میں تین صد تیرہ اشخاص مانند اصحاب طالوت کے تھے اور بقول شعبی وہ لوگ اصحاب بیعت الرضوان کے ہیں۔ یہ سب لوگ مہاجرین اولین سے محسوب ہوتے ہیں۔ جن میں خلفاء اربعہ بھی داخل ہیں' اور جماعت انصار سے سابقین اولین کے گروہ سے صاحب بیعۃ عقبہ اولیٰ کے لوگ ہیں۔ جو گنتی میں سات آدمی تھے۔ اور بعض صاحب بیعۃ عقبہ ثانیہ و صاحب بیعۃ عقبہ ثالثہ کے ہیں جو تعداد میں ستر آدمی تھے۔ خازن و معالم ص۱۳۴ ج۲ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ سے دیگر تمام اصحاب مراد ہیں۔

ابو صخر حمید بن زیاد رضہ سے مروی ہے کہ میں محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے پوچھا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تمہارا کیا خیال ہے، کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں سے تمام لوگ نیک ہوں خواہ بد سب کے سب بہترین امت سے اور قطعی جنتی ہیں۔ میں نے سوال کیا، تم کس دلیل سے یہ بات کہتے ہو۔ کہا اس آیہ کریمہ کی رو سے اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الخ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ حمید نے سن کر کہا۔ گویا مجھے یہ آیت ہرگز معلوم نہ تھی" معالم و خازن ص۱۱۴ جلد ۲۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس آیہ شریف میں مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کے لئے چار امور کا ذکر بیان کیا ہے۔ (۱) خداوند کریم جل شانہ کا ان سے راضی ہونا (۲) ان لوگوں کا خدا کی ذات عالی سے خوش و خرم ہونا (۳) ان کو دخول بہشت بریں کی بشارت دینا (۴) ان کا بہشت بریں میں ابدالآباد مقیم رہنے کا وعدہ دیا جانا۔

لا شک ان خلفاء الاربعۃ منھم فثبت لھم بھذاء الامور الاربعۃ والطعن فیھم مردود۔ امام اسحاق رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جب سیدنا امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کو قبول کیا اور آپنے اپنے ایمان کا حلقہ احباب میں اعلان کر دیا۔ اپنے اعزہ و احباب میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ آپ کی تبلیغ سے چند کس مانند سیدنا حضرت عثمان ابن عفان و زبیر بن عوام و سعد بن وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم متاثر ہو کر حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دین حقانی کو قبول کیا۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری شرح فقہ اکبر ص۸۵ پر تحریر کرتے ہیں۔ وبالاجماع ان ھذاء الاربعۃ من سابقی المھاجرین فیدخلون فی رضی اللہ عنہم دخولا اولیا وھذاء الآیۃ قطعی الدلالۃ علی تعیین ایمانھم وتحسین مقامھم وعلو شانھم فخلافہ ضلال دلیل قطعی عقلا ونقلا ولا یوجد قطعا۔ سابقہ اتفاق علمائے امت مرحومہ

(باقی دارد)

مولنا غلام صاحبداد صاحب شیخ الحدیث
جامعہ راشدیہ پیرگوٹھ

الہام القدیر فی مسئلۃ التقدیر

(قسط دوم)

وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ - (سورہ اعراف رکوع ۱۲)

یعنی بیشک واضح دلائل کے ساتھ ان کے رسول ان کے پاس پہنچ چکے پھر بھی ایمان نہ لائے اس وجہ سے کہ پہلے وہ اس بات کو جھٹلا چکے تھے اس بنا پر حق تعالیٰ نے کافروں کے دلوں پر مہر کر دی۔

یہاں بھی صاف ارشاد ہے کہ پہلے واضح دلائل اور قطعی براہین کے ساتھ ہمارے رسول ان کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے مگر وہ اپنے اختیار سے پہلے سے ہی ٹھان چکے تھے کہ پیغمبروں کی تکذیب کی جائے اور ان کو جھٹلایا جائے۔ اور سورہ یونس رکوع ۸ میں ارشاد ہے کہ :-

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاۗءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۭ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰي قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ

یعنی نوح علیہ السلام کے بعد ہود علیہ السلام و صالح علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام و لوط علیہ السلام و شعیب علیہ السلام وغیرہ انبیا علیہم السلام کو اپنی اپنی قوم کی طرف کھلے معجزات و نشانات دے کر ہم نے بھیجا ہے مگر جس پیغام الٰہی کو پہلے سے اپنے اپنے نبی کے وقت میں کفار جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان نہ لائے۔ حد سے تجاوز کرنے والوں کے دلوں پر وعیدی طور پر ہم نے مہر لگا دی ہے کہ اب یہ لوگ سزا کے مستحق قرار دیئے گئے ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے مکمل طور پر یہ دلائل و شواہد سے سمجھانے کے بعد بھی جو لوگ تکذیب و عداوت حق پر آخر تک اڑ جاتے ہیں سرکشی و بغاوت میں قبول حق کی صلاحیت کھو بیٹھے ہیں اور حد سے نکل جانے کے سبب مستحق سزا قرار پاتے ہیں ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے۔ اب ان سے راہ راست پر آنے کی کوئی توقع نہ کرے۔ اسی طرح سورہ مومن پارہ ۲۴ میں ارشاد ہے :-

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ

یعنی اسی طرح خدا تعالیٰ اس کو گمراہ کرتا ہے جو اپنے اختیار سے زیادتی کرتا ہے اور یقینی بات میں شک کرتا ہے۔ اسی طرح سورہ مومن رکوع ۴ میں

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ

یہاں بھی فرعون اور اس کی قوم کے سرکشوں کو بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے پوری طرح سمجھانے کے بعد بھی تمہاری کجروی و عناد و ہٹ دھرمی کی شامت

سے حق تعالےٰ نے ارادہ فرمایا کہ تمہاری پسند کردہ
گمراہی میں تمہیں پڑا رہنے دے اور کسی ہادی کی ہدایت
تمہیں نفع نہ پہنچا سکے۔

(۴) قضا بضلالتی ثم قال ارض بالقضا
بہ قضا انا راض بالذی فیہ شقوتی۔

میری گمراہی مقدر فرما کر پھر کہا کہ میری قضا و قدر
پر راضی ہو۔ تو میں اپنی اس بدبختی پر راضی ہوں۔

یہ بھی زندیق کا گمراہ کن مغالطہ ہے

اوپر واضح ہو چکا ہے کہ جب تک بندہ اپنے اختیار
و ارادہ سے اپنی گمراہی و کفر کو اختیار نہ کرے خدا تعالےٰ
بغیر گناہ کئے کسی پر گمراہی و کفر وغیرہ کا گناہ نہیں تھوپتا
جیسا کہ اس کا صاف اور واضح اعلان ہے کہ
ان اللہ لیس بظلام للعبید" پارہ ۴ رکوع
یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں
فرماتا۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ و
وما اللہ یرید ظلما للعباد پارہ ۲۴ رکوع ۹
یعنی خدا تعالےٰ اپنے بندوں پر ظلم کا ارادہ ہی نہیں فرماتا
اور ارشاد ہے۔ ورحمتی وسعت کل شئی پ ۹ رکوع ۹
میری رحمت نے ہر شے کو گھیر رکھا ہے کتب ربکم
علیٰ نفسہ الرحمۃ پ ۷ رکوع ۸۔ حق تعالےٰ نے اپنے
ذمہ کرم پر رحمت لکھدی ہے بلکہ وہ تو اعلان فرماتا ہے
پ ۲۴ رکوع ۳۔ یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ
انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر
الذنوب جمیعا۔
یعنی آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے
اپنے نفسوں پر زیادتی کی وہ میری رحمت سے ناامید نہ
ہوں۔ بیشک سب گناہ اللہ تعالےٰ بخش دیتا ہے۔
بیشک وہی غفور رحیم ہے۔ شعر مولانا روم

من نکردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

واللہ رؤف بالعباد بھی اسی کا ارشاد ہے۔ اور
ان اللہ یامر بالعدل والاحسان پ ۱۴ رکوع ۱۹
بے شک حق تعالےٰ بندوں کو عدل و احسان کا حکم دیتا
ہے۔ وہ حاکم حقیقی جو دوسروں کو عدل و احسان کا حکم
دے وہ خود کیسے بے گناہوں کو گنہگار قرار دے گا
اور بے گناہ کو یہ کیسے فرمائے گا کہ میرے جابرانہ فیصلہ
پر راضی ہو جیسا کہ زندیق کا خدا تعالےٰ پر بہتان ہے
باقی تقدیر میں اپنے علم قدیم کی بنا پر کسی کے متعلق اندازہ
فرما کر لکھ دینا دوسری چیز ہے۔ جس کی اس زندیق کو
کوئی خبر نہیں دی گئی ہے اور جس کی پوری تفصیل اوپر
گذر چکی ہے۔

(۵) فان کنت بالمقضی یا قوم راضیا
فربی لا یرضیٰ بشوم بلیتی

اے میری قوم اگر میں اپنے مقدر پر راضی ہوتا
ہوں تو میرا رب میری بدنصیبی پر راضی نہیں ہے۔
اگر زندیق کی اپنے مقدر سے مراد ہے کہ جو کچھ
حق تعالےٰ نے اپنے علم قدیم کی بنا پر میرے لئے خیر و
شر اور نفع و نقصان کا اندازہ فرما کر لوح محفوظ میں
لکھدیا ہے تو اس تقدیری اندازے پر راضی ہونا صحیح
ہے مگر اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ خدا تعالےٰ نے

زندیق کو مجبور، بے اختیار اور مسلوب الارادہ کر کے
کفر و گمراہی اختیار کر لی ہے جبکہ حق تعالیٰ نے قرآن
پاک اور حضور انور علیہ السلام اور اس کے نائبین کرام
کے ذریعہ حق کو روشن فرمایا۔ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ
الْغَيِّ بقر پ ۳۔

بیشک ہدایت گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔ اور
حق کی پوری وضاحت کے بعد بندوں کو اختیار دیدیا
کہ جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے
کفر اختیار کرے۔ اور ساتھ ہی کفر اختیار کرنے پر
وعید (ڈراوا) بھی سنا دی کہ ایسے ظالموں کے لئے
آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ
وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ۔ سورہ کہف رکوع ۴۔

تمہارے رب کی طرف سے حق واضح ہو چکا
ہے جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے
کفر اختیار کرے۔ ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار
کر دی اور اس زندیق کو اس چیز کا صاف اقرار ہے
کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کے کفر اختیار کرنے کو
پسند نہیں فرماتا۔ جیسا کہ اوپر زندیق نے کہا ہے۔ اور
قرآن میں ہے وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ (خدا تعالیٰ
اپنے بندوں کے کفر سے راضی نہیں ہے)

ایسے لوگ اپنے کفر و گمراہی و شرارت اور
فساد انگیزی کو تو تقدیر پر تھوپتے ہیں اور اپنے کو
بے گناہ ثابت کرنے کے لئے تقدیر کا بہانہ بناتے
ہیں۔ مگر جب خود ان کو کوئی مارے پیٹے یا ان کا
مال لوٹے تو حکومت کی طرف کیوں فریاد لے جاتے ہیں
اور مجرمین کو سزا دلانے کی کیوں کوشش کرتے ہیں۔
اس وقت ان کو تقدیر کیوں یاد نہیں آتی کہ یہ نقصان
ہماری تقدیر میں تھا۔ مجرمین کا اس میں قصور نہیں ہے۔
اور بیمار ہوتے ہیں تو حکیموں اور ڈاکٹروں کی طرف
علاج کے لئے کیوں رجوع کرتے ہیں وہاں تقدیر
پر کیوں بھروسہ نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں جب یہ سمجھتے
ہیں کہ رزاق مطلق خدا تعالیٰ ہے تو کیوں رزق کی
تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ یہاں تقدیر کو
کیوں بھول جاتے ہیں کہ ہماری تقدیر میں رزق لکھا ہوا
ہے خود بخود مل جائے گا خواہ مخواہ کیوں محنت و کوشش
کریں اور سر کھپائیں چپ کر کے بیٹھ جائیں لقمے اور
نوالے منہ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ رزق کے
اسباب تلاش کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں اسی
کو بے سمجھ لوگ توکل کہتے ہیں۔ حالانکہ توکل اسے کہا
جاتا ہے کہ جائز طریق پر کوشش کر کے اس کے نتیجہ کو
خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے۔ شعر

رزق ہر چند بیگماں برسد
شرط عقل است جستن از درہا

رزق تو بے شک پہنچ کر رہتا ہے مگر اسباب
کے ذریعہ اسے طلب کرنا عقلمندی ہے اور قرآنی ارشاد
ہے کہ دینی و دنیاوی ترقی کے لئے لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ
إِلَّا مَا سَعٰى۔ یعنی کوشش کرنا ہی انسان کے اختیار
میں ہے۔ (باقی باقی)

سوانح حیات حضرت حافظ انور علی صاحب صدیقی

(محترمہ صوفیہ باندی صاحبہ سرگودھا) (قسط ۲)



میرے والد صاحب قدس سرہٗ نے جب میری شادی کی تجویز فرمائی تو میری والدہ صاحبہ نے والد صاحب قدس سرہٗ سے فرمایا کہ شادی سے قبل لڑکی کو مرید کرا دینا چاہیے اس زمانہ میں مولانا حافظ الدین رحمۃ اللہ علیہ مسند شیخیت پر جلوہ فرما ریاست دوجانہ ضلع رہتک میں سکونت پذیر تھے۔ تمام اہلِ قلعہ رہتک کے پیر تھے۔ میری والدہ صاحبہ کے بھی پیر تھے اور والد صاحب قدس سرہٗ کے پیر بیعت تھے۔ چنانچہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ریاست دوجانہ میں جو رہتک سے ۱۲ کوس پر واقع تھا سواری اور آدمی روانہ کر دیا۔ اس کے بعد والد صاحب قدس سرہ العزیز نے علیحدگی میں مجھ سے دریافت فرمایا کہ آج تمہاری والدہ صاحبہ کے ایما سے مولانا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے بلانے کو سواری بھیجی ہے تمہارے مرید کرانے کو مگر تم بتاؤ کہ تمہاری کیا مرضی ہے۔ کیونکہ مریدی اپنے دل کی ہوتی ہے کسی دوسرے کے دل کی نہیں ہوتی بتاؤ تم کس کا مرید ہونا چاہتی ہو۔ میں نے بے ساختہ عرض کیا کہ میں تو شاہ جی کی مرید ہوں گی۔ حالانکہ مجھے خبر نہیں تھی کہ مریدی کیا ہوتی ہے۔ اور پیر کیسا ہوتا ہے مگر اپنے یہاں کی عورتوں سے سنا کرتے تھے، جو کسی کا مرید نہیں ہوتا وہ شیطان کا مرید ہوتا ہے۔ ہم سب لڑکیاں اس زمانہ میں حضرت حضور پُر نور شاہ صاحب سید جماعت علی روحی فداہم کو شاہ جی ہی کہا کرتی تھیں۔ بچپن کا زمانہ تھا کچھ آداب قاعدوں کی خبر نہیں تھی۔ والد صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا اچھا تمہارا دل نہیں ہے تو دیکھا جائیگا۔ سواری تو مولانا کو بھیجدی ہے مگر یہ گندہ دل لے کر حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں جاؤ گی ایسے دل کو لے جانا تو بے ادبی ہے۔ یہ فرما کر حضرت والد صاحب مردانے میں تشریف لے گئے اور ریاست دوجانہ سے اطلاع آئی کہ مولانا صاحب کے برادر زادے کا انتقال ہو گیا لہٰذا مولانا تین روز تک تشریف نہیں لا سکتے۔ اس عرصہ میں میری شادی ہو گئی۔ اور بات ٹل گئی ایک مرتبہ میری چچا زاد بہن مولانا سے اپنے مکان میں مرید ہو رہی تھیں چونکہ میرا بچپن کا زمانہ تھا اس لئے میں بھی وہاں کھڑی تھی مولانا صاحب میری چچا زاد بہن سے فرما رہے تھے اور زبانی اقرار لے رہے تھے کہ کبھو چوری نہیں کروں، غیبت نہیں کروں۔ اسی قسم کے اور اقرار فرما رہے تھے اس وقت میرے دل میں معاً خیال گذرا کہ میں تو ایسے شخص کی مرید ہوں گی جو زبانی

اقرار نہ لے یہ بچپن کا ایک خیال تھا جو دل میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسی بنا پر میں نے والد صاحب قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ میں شاہ جی صاحب کی مرید بنوں گی اور حضرت والد صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایسا گندہ دل لے کر شاہ جی صاحب کے پاس جاؤ گی جب ان کی خدمت کے قابل ہو جائے تب جانا، اس رمز کو میں اس وقت نہیں سمجھی تھی۔ اسی طرح کچھ عرصہ گزر گیا ایک روز باہر سے ملازم آیا کہ باہر مردانے میں حضرت حافظ جی صاحب کو بلا رہے ہیں' یہ ملازم والد صاحب قدس سرہٗ کو حافظ صاحب ہی کہا کرتا تھا۔ بہت سے اشخاص جمع ہیں والد صاحب قدس سرہٗ باہر مردانے میں تشریف لے گئے اور ان کی نشست گاہ پر کتابیں قلمدان اور آج کی آئی ہوئی ڈاک رکھی ہوئی تھی۔ مری چھوٹی بہن اولیا بانو جو کسی کام کو اس جگہ پر گئی تو ایک خط پر نظر پڑی جو کھلا ہوا تھا اور والد صاحب قدس سرہٗ کے ایک مرید کا تھا اور لاہور سے آیا تھا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ آج میرے جسم کے حصہ سے ۱۶ سو جگہ سے (اللہ اللہ) نکل رہا ہے اور اس کی آواز میرے کانوں میں آ رہی ہے۔ اولیا بانو نے یہ پڑھا اور مجھے بلا کر دکھایا اور کہا آپا اس کا کیا مطلب ہے۔ سولہ جگہ سے اللہ اللہ کی آواز آنا کیا بات ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے بھی کچھ معلوم نہیں۔ جس وقت والد صاحب قدس سرہٗ بالکل قریب آ گئے تو ہم نے دیکھا ہم دونوں اس خوف سے کہ والد صاحب قدس سرہٗ خفا نہ ہو جائیں۔ بہت گھبرائے مگر والد صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا "ڈرو نہیں کیا تمہارا دل یہی چاہتا ہے کہ اسی طرح تمہارے جسم اور دل سے بھی اللہ اللہ نکلے ہم نے عرض کیا جی ہاں بس اس خط کو پڑھ کر تو یہی دل چاہتا ہے' فرمایا اچھا ظہر کے وقت نماز سے فارغ ہو کر دوبارہ وضو کر کے میرے پاس آ جانا۔

اس وقت کے اشتیاق کا عالم نہ پوچھو جو تھا دل یا اللہ اللہ کے خیال سے بانسوں اچھل رہا تھا وقت کاٹے نہیں کٹتا تھا۔ اوسی خیال اور شوق و ذوق میں بہت ہی جلدی نماز ظہر سے فارغ ہو کر تجدید وضو کر کے ۱۱۔ رجب المرجب ۱۳۳۰ھ اور انگریزی مہینے جون ۱۹۱۲ء بروز جمعرات بوقت ظہر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ فرمایا میرے سامنے ہو کر بیٹھ جاؤ ہم دونوں بہنیں سامنے بیٹھ گئیں۔ حضرت اباجان قدس سرہٗ نے سب گناہوں سے توبہ کرا کر طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ محمودیہ میں مرید کیا اور پہلے لطیفہ قلب کا سبق پڑھایا اور اپنے لطیفۂ قلب سے توجہ دی۔

بروز جمعہ ۱۲۔ رجب بوقت صبح شرف زیارت سے مشرف ہوئے پہلے فرمایا کہ توجہ میں بیٹھ جاؤ ہم دونوں بہنیں توجہ میں بیٹھ گئے۔ جب توجہ سے اٹھے تو فرمایا تمہارے قلب میں جو تخم اللہ اللہ کرنے کا بویا گیا ہے اس کی حفاظت اور نگہداشت بہت ضروری ہے۔ اگر نگہداشت نہیں کرو گی تو جو نور قلب میں آیا ہے۔ وہ سب دوسری صحبتوں کے اثر سے جن کے قلب اللہ کے نام سے غافل ہیں۔ زائل

بحضور سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تابش شجاع آبادی

سلام اے میرے آقا کاش ہو جائے پذیرائی
مرے دل میں ہے تیرے در پہ شوقِ ناصیہ سائی

میں رازِ عشق کر دوں آشکارا یہ نہیں ممکن
مگر مجبور کرتی ہے محبت کی جنوں زائی

سرشکِ خوں مرے آئینہ دارِ زخمِ پنہاں ہیں
کرم ہو گر عطا ہو جائے ذوقِ آبلہ پائی

مرے دل کو عطا ہو ایسی لذتِ عشقِ پنہاں کی
نہ دیکھوں آنکھ اٹھا کر میں کبھی دنیا کی رعنائی

زِ سر تا پا دلِ فرقت زدہ آغشتۂ خوں ہے
تری چشمِ کرم کی چاہتا ہوں کار فرمائی

مری نومیدیوں کو ڈھال دے اکسیرِ امیدوں میں
یہ تجھ سے آس رکھتا ہے ترا ادنیٰ تمنائی

وہ ہے مردود تیرے حکم سے ہو جس کو سرتابی
تیرا فرمان ہے سب کے لئے وجہِ پذیرائی

ترے جود و سخا کی شان بھی کیا تھی تعالیٰ اللہ
غلاموں کو عطا کی تو نے جمشیدی و دارائی

فروغِ حسن سے تیرے ضیا ہے دونوں عالم میں
مرے پیشِ نظر ہر دم ہے تیری جلوہ فرمائی

حقیقت دونوں عالم کی نہاں ہے تیری الفت میں
اسی سے بالیقیں سب نے خدا کی معرفت پائی

ترے ابرِ کرم نے کر دیا سیراب دنیا کو!
کبھی ہو اپنے تابش پر بھی مولا لطف فرمائی!

علماء و مشائخ اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

سرزمین رحمانپورہ لاہور پر علم و عرفان کی بارش

بتقریب عرس حضرت سیدنا و ولی نعمتنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ۲۹ و ۳۰ ستمبر بجگہ زیر سرپرستی اعلیحضرت سیدنا و مرشدنا المخدوم محدث ہزاروی سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد کئی سال سے جاری (ہے) غلامان و عقیدت کیشان دربار محبوب آباد کی استدعا سے سرکار محبوب آبادی مدظلہٗ لاہور تشریف فرما ہوئے۔ مبارک سبز نشان اور مقدس جھنڈوں اور ذکر حق اور فلک بوس نعروں سے حضور کا استقبال کیا گیا۔ باوجود علالت اور سفر کی ثقالت کے دن بھر لوگ ذکر حق و تلقین ہدایت و بیعت طریقت سے شرفیاب ہوتے رہے۔ بعد نماز عشاء حضور جلسہ گاہ میں ذکر و نعرہ ہائے تکبیر و نعرہ ہائے رسالت و نعرہ ہائے غوثیہ کی اثنا میں رونق افروز ہوئے۔ حضور کے زیر صدارت اول تلاوت قرآن کریم پھر نعت خوانی اور بعد مولانا خوش محمد صاحب قادری نے نہایت مؤدبانہ فاضلانہ تقریر فرمائی۔

اور آخر حضور سرکار محبوب آبادی نے خطبہ صدارت ارشاد فرما کر حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے احوال و فضائل و کرامات مبارکہ و ارشادات عالیہ سے روشناس فرماتے ہوئے طریقت و تصوف پر بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے سامعین کے بھاری مجمع کو یقین دلا دیا کہ آج کے اندرونی بیرونی مشکل مسائل کا حل صرف اصلاح باطن پر منحصر ہے اور یہ مہم صرف تصوف و طریقت سے حاصل ہو سکتی ہے کہ آدمی کے تمام اعضا فعال ہیں اور متصرف (یعنی کام کرنے والے ہیں) اور سب اندامون اور اعضا کا بادشاہ دل ہے۔ اگر وہ سدھر جائے تو تمام بدن اصلاح پذیر ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ مرکز اندام دل ہی فساد پذیر ہو جائے تو تمام بدن کے ہر حصہ میں وہ ہستی فساد رونما ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی و نسائی سے مواہب اللدنیہ وغیرہ میں ہے۔ حضور نبی پاک ہادئ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب ط مطلب اوپر مذکور ہو چکا۔ سو جب اصلاح ملک مطلوب ہو وہ اصلاح ملت سے کرے اور اصلاح ملت اصلاح افراد سے اور اصلاح افراد اصلاح قلب پر موقوف ہے اور اصلاح قلب صرف انبیاء و اولیاء سے متعلق ہے۔ دوسرے کسی کا دسترس اس پر نہیں۔ زمانہ اس کا بخوبی تجربہ کر چکا ہے۔ پھر آپ نے اس پر عمدہ نظائر و نمونے

پیش فرمائے جس سے مجمع پر ایک نوری کیف طاری ہو گیا
آپ نے فرمایا وعظ کہنا ہر کسی کا کام نہیں۔ یہ تو وظیفۂ
انبیاء ہے۔ پیران کی برکت و عنایت و کرم و فیضان سے
اولیاء و صلحاء کے متعلق ہے۔ آج اسی حکمت و حقیقت سے
بے خبری کا عالم ہے۔

سرچشمۂ ہدایت کتاب و سنت ہے۔ مغربیت زدہ افراد
اس سے بے خبر اور خلاف ہیں اور ان کے حال پر رحم
فرماویں۔ کتاب و سنت سے بے نیاز رہ کر تو رشد و ہدایت
کا کوئی حصہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے
ہدایت خلق کے لئے منصب نبوت و رسالت کو چنا اور
وہ مقدس سلسلہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے ہمارے
آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مکمل ہو چکا
پھر آپ کی نیابت و اتباع میں ادب و عشق میں رہ کر اولیائے
کرام ہر زمانہ میں ہدایت خلق کا فریضہ ادا فرماتے رہے اور
فرما رہے ہیں اور فرماتے رہیں گے۔ دوسرے لوگوں نے علم
ظاہر کو کافی سمجھ کر ہدایت خلق کا ذمہ لیا تو کسی کو راہ دکھانا
کیا خود وہ بے نام و نشان رہ کر کعبہ مقصود سے ہر لحظہ دور ہوتے
ہوتے آخر ضلالت کو ہدایت اور دوری کو قرب اور باطل
کو حق خیال کرنا شروع کر دیا۔ اور کتنے ہی لوگوں کو اپنا ہمخیال
بنا کر بہکا دیا۔ لہٰذا اے صاحبو! ؎

دنیا کہ جسر آخرتش خواند مصطفیٰ
جائے قرار نیست بباید گذار کرد

بیشک اپنی دنیا کو سدھار کہ آخرت کا یہ پل گذر کر
تا حرم مقصود و کعبہ مدعا تک پہنچو گے اور وہ قرب و رضائے
حق ہے جس کے حاصل ہونے کا اعلیٰ مقام بہشت ہے

یہ سفر مقدس ترین اور خطروں سے بھرپور ضرور ہے مگر
اس سے بخیر گذر کر منزل مقصود تک رسائی کا قطعی
اہتمام کتاب و سنت میں ارشاد ہوا ہے۔ چنانچہ اس
کے لئے تین باتیں اصل ایمان یعنی اعتقاد صحیح۔ دوم تقویٰ
یعنی بندہ کا ہر باطن اللہ رسول کے منشا و اصول کے
مطابق ہونا۔ سوم معیت صادقین یعنی ہدایت اور انعام
والے بندگانِ خدا کے ساتھ ہمیشہ رہنا یا ایھا الذین
امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ۵ اب رہا
صادقین کا میسر آنا سو حق یہ ہے کہ دنیا انہی کے وجود
سے آباد اور سلامت و برقرار ہے۔ وہ ضرور ہیں طلب
و تلاش درکار ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ رسول
کے اعلیٰ ادب و عشق والے ہوتے ہیں ؎

دو طلب کوش و مدہ دامن امید ز دست
دولتے ہست کہ یابی سر راہے گاہے

پھر آپ نے اہل اللہ کے چند دل ہلا دینے والے واقعات
سنائے۔ مجمع بھڑک اٹھا آخر میلاد شریف کے ذکر پر
قیام و طعام فرما کر ذکر جہر و خفی کا حلقہ کرایا۔ پھر لوگ
داخل سلسلہ ہوئے۔ دوسری محفل تبلیغ ذکر صبح ہوئی
اور وہ معارف و حقائق ارشاد فرمائے کہ سامعین محو
حیرت تھے۔ آخر قیام سلام و ذکر پر محفل کا اختتام ہوا۔
اور لاتعداد لوگ آپکے حلقہ بگوش ہوئے اور بد اعتقادی و
معصیت سے تائب ہو کر اللہ اللہ کرنے لگے اور اگلے روز
بھاری ہجوم نے ذکر و فکر میں آپ کو لاہور سے رخصت کیا۔

(یکے از عقیدت مندان)

منظوم شاہ عبدالوہاب زاہد چشتی

سلام بہ دربار فلک وقار امام و خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

السّلام اے آئینہ دارِ صداقت السلام — السّلام اے مشعل نورِ ہدایت السّلام
السّلام اے رونقِ بزمِ خلافت السلام — السلام اے معدنِ جود و سخاوت السّلام
السّلام اے حاملِ روحِ مودّت السلام — السلام اے پرتوِ حسنِ رسالت السلام

آپ ہیں صدقِ مجسّم آپ پر لاکھوں سلام
اے ابوبکرِ معظّم آپ پر لاکھوں سلام

السّلام اے مصدرِ فیض و عطا صدیق پاک — السلام اے جانشینِ مصطفےٰ صدیق پاک
السّلام اے نائبِ بدر الدجیٰ صدیق پاک — السلام اے عاشقِ خیر الورا صدیق پاک
السّلام اے حاملِ نورِ خدا صدیق پاک — السلام اے سرورِ چشمِ ولا صدیق پاک

اے امینِ صدقِ عالم آپ پر لاکھوں سلام
اے ابوبکرِ معظّم آپ پر لاکھوں سلام

آپ ہیں بزمِ صحابہ میں مثالِ ماہتاب — آپ ہیں چرخِ خلافت کے درخشاں آفتاب
آپ کا ہر لفظ عرفان و طریقت کی کتاب — آپ کے نورِ صداقت سے ہے دنیا فیضیاب
چھیڑتا ہوں یاد سے جب آپکی دل کا رباب — خود کو پاتا ہوں جہانِ معرفت میں کامیاب

مشعلِ دینِ مسلّم آپ پر لاکھوں سلام
اے ابوبکرِ معظّم آپ پر لاکھوں سلام

چھا رہی ہیں ملّتِ بیضا پہ غم کی بدلیاں — دل میں ہے اسلام آنکھوں میں ہے باطل کا دھواں
بے سر و سامانیاں بھی الحفیظ والاماں — ایک دنیا ہی نہیں گردش میں ہیں سات آسماں
ہو ہمارے حال پر بھی اک نظر اے مہرباں — پھر قیادت ہو ہماری اور ہو سارا جہاں

ہوں تصدق آپ پہ ہم آپ پر لاکھوں سلام
اے ابوبکرِ معظّم آپ پر لاکھوں سلام

چاہتا ہے ایک مدت سے جو حضرت کا قریب — ایک زاہد ہے رہینِ گردشِ دوراں غریب
آپ کا اس پر یہ ہو جائے اگر لطفِ عجیب — ایک جانِ ناتواں کا جاگ جائیگا نصیب
آپ ہیں شانِ مودت آپ تسکینِ حبیب — آپ کو شاہِ دو عالم کا تقرب ہے نصیب
اے متینِ فخرِ عالم آپ پر لاکھوں سلام — اے ابوبکرِ معظّم آپ پر لاکھوں سلام

تخلیقِ بشر

آج ہم بھی اپنی زبان سے مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جس کے اثبات کے لئے ہم یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد مسلمان تھے۔ وہ ایسے تھے وہ یوں تھے اور اب بھی ہماری پیدائش چونکہ مسلمان گھرانے میں ہوئی ہے اس لئے ہم مسلمان ہیں۔ میرے دوستو! ؎

مسلمان ہے وُہی جو دین پر قربان ہوتا ہے
"مسلمان ہوں" یہ کہہ دینا بڑا آسان ہوتا ہے

یوں تو طوطے کو بھی اگر ہم پڑھا دیں کہ "ہم آزاد ہیں، ہم آزاد ہیں" مگر درحقیقت وہ مقید ہوتا ہے اور فقط ہمارا پڑھایا ہوا ایک سبق ہی اس کی زبان پر ہوتا ہے جسے وُہ الاپتا رہتا ہے۔ اسی طرح مسلمان نے بھی اپنی مسلمانی کی رٹ لگا رکھی ہے۔ کہ ہم مسلمان ہیں ہم مسلمان ہیں مگر دراصل ؎

یہ شہادت گاہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا ؟

جب تک مسلمان فرامینِ الٰہی اور قوانین شریعتِ محمدیؐ پر کاربند نہیں۔ تب تک وہ صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی وہ رہِ حیات سے اپنے متاعِ ایمان کو سلامت لے جا سکتا ہے۔ اس میں بھی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مقدم ہے۔ کیوں کہ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ

قسط نمبر ۳

جناب قمر یزدانی صاحب۔ پنوانہ ضلع سیالکوٹ

★

مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ کے مطابق ؎

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اس اتباع و اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تعمیل احکامِ الٰہی کے بارے میں یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے ایک مسافر جس نے لاہور پہنچنا ہے اور گاڑی پر سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پر آتا ہے۔ وُہ مسافر گاڑی پر سوار ہو کر اپنے سفر کو بخیر و خوبی طے کرنے کے لئے محکمہ ریلوے کا ٹکٹ خریدتا ہے تو اس پر محکمہ ریلوے کی طرف سے کچھ قوانین و فرائض بھی عائد ہو جاتے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنے سفر کو بعافیت طے کر کے لاہور پہنچ سکتا ہے۔ اور اگر وہ ٹکٹ خرید کر گھر جا بیٹھے گا یا اِدھر اُدھر آوارہ پھرتا رہے اور دل میں یہ سمجھے کہ میں لاہور پہنچ جاؤں گا۔ تو آپ جانتے ہیں کہ اس طرح وہ کبھی بھی اپنی منزلِ مقصود کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور اگر وہ ٹکٹ خرید کر بر وقت گاڑی پر بیٹھ گیا اور بیٹھ کر بھی اسے چند ایک قوانین و شرائط کو ملحوظ رکھنا پڑیگا۔ کہ اگر سیٹ خالی ہونے کے باوجود بھی وہ کھڑے ہونے کی جگہ بیٹھ جائے۔ اور بیٹھنے کی جگہ کھڑا ہو جائے۔ تو سب اُسے بیوقوف اور جاہل سمجھیں گے۔ یا باہر پائیدان پر ہی کھڑا رہے، تو

ثابت ہے کہ وہ اپنا سفر سلامتی سے طے نہیں کر سکے گا۔ اس لئے سفر کو خوش اسلوبی سے طے کر کے منزلِ مقصود پہ پہنچنے کے لئے ان قوانین کو ملحوظ رکھنا اور ہدایات متعلقہ پر عمل کرنا لازمی ہے۔ جو کہ محکمہ ریلوے کی طرف سے گاڑی کے ہر مسافر پہ عائد ہوتے ہیں۔

سفرِ حیات کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہے۔ اگر مسلمان کو اس کی منزلِ حقیقی جنت کا ٹکٹ حضور رحمۃ اللعالمین سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم الدین کی وساطت سے ملا ہے۔ تو اس پہ کچھ قوانین و فرائض لازم آتے ہیں۔ جو احکم الحاکمین کی طرف سے نافذ کردہ ہیں۔ جن کا مجموعہ اس نے ایک مکمل ضابطۂ حیات یعنی قرآنِ پاک کی صورت میں نازل فرمایا ہے ——— پس مثالِ مذکورہ سے واضح ہوتا ہے کہ جب تک یہ روحِ ہستی کا مسافر اس مکمل دستور العمل پہ عمل پیرا ہو کر ھدایاتِ مندرجہ کو ملحوظ نہ رکھیگا۔ وہ سفرِ حیات بخیر و عافیت طے نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ اپنی منزلِ مقصود جنت کو پا سکتا ہے۔

انھیں قوانینِ الٰہیہ میں سے ایک نماز بھی ہے جو کافر و مومن کے مابین ما بہ الامتیاز ہے۔ جیسے عَلَمُ الایمان الصلوٰۃ کہہ کر ایمان کی نشانی بیان کیا گیا ہے۔ جیسے محبوبِ حق نے اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ ارشاد فرما کر دینِ اسلام کی بنیاد قرار دیا ہے۔ جس کی اقامت کے لئے خالقِ کائنات نے صحیفۂ اکمل میں متعدد بار تاکید فرمائی ہے۔

اگر ہم اس نقطۂ نظر سے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ وہ کتنے مسلمان ہیں جو پنجگانہ نماز کے عادی ہیں، جو اپنے دنیوی کاموں کو پسِ پشت ڈال کر اپنے مال و اولاد کی محبت سے منہ موڑ کر باجماعت نماز ادا کرنے کو افضل خیال کرتے ہیں۔ جو رات کی اندھیریوں میں خوشنودیٔ حق کی خاطر سردی کے موسم میں ٹھٹھرے ہوئے اور کھر الودہ منجمد پانی سے وضو کر کے دربارِ خداوندی میں حاضر ہو کر اپنا سرِ نیاز نگوں کرتے ہیں۔ ان تمام سوالات کے جوابات ہمیں نفی میں ملیں گے۔

آج ہم نے اگر بارگاہِ ایزدی میں سربسجود ہو کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا چھوڑ دیا۔ تو خالقِ کائنات نے ہمیں اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا مصداق بنانا چھوڑ دیا اور جو خوش نصیب مسلمان خیالِ حقیقی سے اس جدو جہد میں کچھ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور یادِ الٰہی کرتے ہیں وہ بھی باقاعدگی سے نہیں۔ گاہے پڑھ لی، گاہے بھر طاقِ نسیاں میں۔ بزرگانِ سلف نے ایسے ہی نمازیوں کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں نمازی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اصلی۔ وصلی۔ فصلی۔

- اصلی وہ جو پنجگانہ نماز کے عادی ہوں اور ایک لمحہ بھی خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔
- وصلی وہ جو کسی مہمانی یا ملاقات کے وقت دو دن دکھاوے کے طور پہ ادائیگی نماز کرتے ہیں ——— اور
- فصلی وہ جو فصل پکنے پر خوشی میں سال چھ ماہ بعد چند دن کے لئے پڑھ لیتے ہیں۔ مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسی نمازیں جن میں ریا کا شائبہ ہو اور جو پابندی کے ساتھ ادا نہ کی جائیں، قیامت کے دن پڑھنے والوں کے منہ پہ ماری جائیں گی اور وہ ان کے لئے وبالِ جان بن جائیں گی ؎

کلیدِ درِ دوزخ است آں نماز
کہ در چشمِ مردم گذاری دراز

مثنوی مولانا رومؒ کے مشکل اشعار کی شرح

(حضرت ذرہ کاکوروی ـ مقیم کراچی)



من ز قرآں مغز را برداشتم
استخواں پیش سگاں انداختم

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ کی مثنوی کا شعر نہیں ہے کسی نے اس کو ان سے منسوب کر دیا ہے۔ بہ فرضِ محال اگر یہ حضرت مولانا روم رح کا شعر ہے۔ تو مطلب سُنیئے :

قرآن شریف اللہ کا کلام ہے اور ایسا کلام ہے جو ہر قسم کے علوم کا مخزن ہے۔ علوم کئی طرح کے ہوتے ہیں بعض اشرف بعض افضل مثلاً اللہ کی ذات اور صفات کا علم، شریعت حقیقت کا علم۔ یہ سب اشرف اور افضل علم ہیں ان کے مقابلہ میں طبعیات، ریاضیات کم درجے کے علم شمار ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر مولانا نے شریعت والے علم کو مغز اور طبعیات وغیرہ کے علم کو استخوان قرار دیا تو کچھ بے جا نہیں۔ اس کے علاوہ اشرف علوم کو مغز اور غیر اشرف کو استخوان قرار دینا مدارج کے لحاظ سے ہے مغز اور استخوان دونوں قسم کے کلام قدیم ہیں۔ قرآن شریف میں ہے کہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین یعنی اللہ کی کتاب میں تر اور خشک ہر قسم کا کلام موجود ہے۔

تر سے مغز کی طرف اشارہ ہے اور خشک سے استخوان کی طرف استخوان اپنی نوعیت کے لحاظ سے مغز کی محافظ ہوتی ہے۔

اس طرح مغز کی حفاظت کرنے والی چیز بھی اپنی انفرادیت ظاہر کر رہی ہے۔ یعنی پوست (چھلکا) بھی مغز کی حفاظتی نقطۂ نظر سے افضلیت رکھتا ہے۔ ہر علم کا موضوع اپنی اشرفیت اور افضلیت کا خود شاہد ہے۔

اب ایک اور زاویۂ نگاہ سے اس کو سمجھئے سورۂ اخلاص اور تبت یدا دونوں اللہ کے کلام ہیں حالانکہ مضمون کے لحاظ سے دونوں کا موضوع الگ الگ ہے پھر بھی اس کا کلام ہونے کے لحاظ سے ان کا پڑھنا دس نیکیوں کا اجر رکھتا ہے۔ سورۂ اخلاص میں اللہ تعالےٰ کے اوصاف کا تذکرہ ہے، تبت یدا میں ابولہب کافر کا ذکر ہے۔ موضوع کے لحاظ سے دونوں میں فرق ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ قل ھو اللہ مغز کا درجہ رکھتی ہے اور تبت یدا استخوان کی حیثیت میں ہے لیکن خدا کا کلام ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ تو اگر مولانا روم رح نے قرآن شریف کے کچھ حصے کو مغز اور کچھ حصے کو استخوان فرمایا تو اس میں کیا بُرائی ہو گئی۔

اب مولانا رومؒ کے شعر کا مطلب ہوا کہ میں نے قرآن شریف کے مغز کو اپنی مثنوی میں لیا ہے اور استخوان (یعنی غیر شریف علوم) کو دنیا داروں کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ اب یہ بات کہ دنیا داروں کو سگ (کتا) کہا تو یہ بالکل اس حدیث شریف کے موافق ہے : الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب ؛

(ترجمہ) دنیا دار مُردار ہے اور اُس کے طلب کرنے والے کتے ہیں)
ظاہر ہے کہ مخلوق کو اس کی استعداد کے موافق پروردگار کی عطا ہوتی ہے۔ تو انسان کو منزہ ہے اور سگ کو استخوان سے متعلق بتانا قرآن شریف کے خلاف نہیں ہے۔ جناب باری کا ارشاد ہے:۔ الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات" (ترجمہ، گندگیاں گندوں کے واسطے اور گندے گندوں کے لئے ہیں۔ پاکیاں پاکوں کے لئے اور پاک لوگ پاکیوں کے واسطے ہیں)

چوں صحابہ میلِ دنیا داشتند
مصطفٰے را بے کفن بگذاشتند"

اگر یہ شعر بھی حضرت مولانا روم کا ہے تو اس کے معنی اور مطلب کو بھی غور سے سنیئے۔ کسی امام یا امیر یا خلیفہ کا موجود ہونا دین کے اہم حالات سے متعلق ہے کیونکہ علاج، معاد، اور معاش یہ سب چیزیں خلافت ہی کے شعبے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ تحصیل عشر، خراج اور غنیمت کے مال کی تقسیم اور صدقات ایک حیثیت سے دنیوی امور ہیں اور دوسری حیثیت سے تائید دین کے ذرائع ہیں ان کو مذہبی امور بھی کہا جاسکتا ہے چنانچہ مثنوی ہی کا شعر ہے۔

مال را چوں بہر دین باشی حمول"
نعم مالٌ صالحٌ گفتہ رسول"

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے خلافت کو دنیوی امور سے اس لئے متعلق بتایا کہ وہ نماز کی طرح بالذات امور دین سے نہیں ہے۔ بلکہ بالتبع اور بالعرض امورِ دین سے اس کا تعلق ہے۔ حضرت خاتم النبیین سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رفیق اعلیٰ کی طرف متوجہ ہوئے تو صحابہ میں خلافت کی بحث پیش آگئی۔

قدیم زمانے میں یہ دستور تھا کہ سردار قوم کی وفات پر جب تک کوئی نائب یا جانشین مقرر نہ ہو جائے اس وقت تک سردار قوم کی تجہیز و تکفین عمل میں نہیں آتی تھی۔ تاریخی کتابوں سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت عباس اور دوسرے افراد بنی ہاشم نے حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہی تو حضرت علی نے فرمایا کہ رسول خدا نے حضرت ابوبکر صدیق کو نماز کی امامت کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ جب دین کی اصل یعنی نماز میں حضرت ابوبکر صدیق امام ہوئے تو دنیا کے امر میں یعنی خلیفہ ہونے میں بھی ہم نے ان کو امام تسلیم کر لیا۔ (کتاب صواعق محرقہ صفحہ ۱۹ سطر ۱۲) تجہیز و تکفین کے کاموں کی وجہ سے یہ کہکر حضرت علی چلے گئے ان کی رائے معلوم ہو جانے کے بعد خاص طور پر دوبارہ حضرت علی کو بلانا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ میل دنیا کے الفاظ کی تشریح یہ ہے کہ خلافت کی تنظیم دنیاوی امن و امان کے قیام سے متعلق تھی تاکہ امت میں تفریق اور فتنہ و فساد نہ ہو۔ غرض قدیم قاعدے کے موافق خلیفہ مقرر ہونے تک حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) گور اور کفن سے متعلق نہ ہو سکے، انھیں امور کو مولانا نے اپنے شعر میں بیان کیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ اور عام لوگوں کے درمیان بیعت ایک قسم کا عہد ہے' اقرار ہے۔ اس اقرار کے لحاظ سے ہر شخص پر خلیفہ کی حمایت فرض قرار دی گئی۔ قرآن شریف کی آیت: وشاورھم فی الامر کے تحت مشورے والی مجلس کا قیام عمل میں آیا لیکن دنیاوی معاملات میں سب کے مشوروں سے طے پاتے حضرت علی نے بھی بیعت کر لی تھی۔

تو بتا ریکی علی را دیدۂ ۔ دیدۂ آخر چرا گمرہ دیدۂ

مطلب یہ کہ حضرت علی کی خلافت پر جب آپ نظر ڈالتے ہیں تو تاریکی کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کے معاملات کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی تشریح ملاحظہ ہو۔ فضا کس طرح تاریک ہوئی اور کن مفسدوں کی وجہ سے تاریکی پھیلی اس کے لئے پہلے تاریخی واقعات مختصر طور پر سن لیجئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تمام مہاجرین و انصار نے حضرت علیؓ سے خلافت کے لئے کہا آپ نے کہا میں اس قابل نہیں ہوں مگر تمام مہاجرین و انصار نے جب مجلس شوریٰ کر کے آپ سے بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا تو مجبوراً حضرت علی نے خلافت کو قبول کر لیا۔ خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے سب سے پہلا جو کام کیا وہ حضرت عثمان غنی کے واقعہ شہادت کی تفتیش تھی لیکن بعد تفتیش کے بعد بھی قاتل کا پتہ نہ چل سکا۔ حضرت امیر معاویہ عام لوگوں کے دلوں کو ہاتھ میں لینے کے لئے حضرت عثمانؓ کا خون آلود کرتا دکھا دکھا کر پر زور تقریروں سے خون کا بدلہ لینے پر لوگوں کو آمادہ کرتے رہتے۔

حضرت عائشہ رضؓ حج کر کے واپس آ رہی تھیں کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر ملی، بنو امیہ کے لوگ بھی جمع ہو گئے تقریروں سے متاثر ہو کر حضرت طلحہ حضرت زبیر نے حضرت عائشہ رضؓ کو حضرت علی سے لڑنے پر آمادہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے یہ خبر سنی تو کہا حضرت عائشہ کے لئے ان کا گھر بہتر تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ کو جو خط لکھا اس کے الفاظ یہ ہیں :-

اما بعد فانک خرجت مغضبة لله ولرسوله تطلبین امراً کان عنک موضوعاً ما بال النساء و الحروب والاصلاح بین الناس تطلبین بدم عثمان ولعمری لمن عرضک للبلاء وحملک علی المعصیة اعظم الیک ذنباً من قتلة عثمان وما غضبت حتی اغضبت۔ وما هجت حتی هیجت فاتقی الله وارجعی الی بیتک۔

(از کتاب مولانا امین احسن اصلاحی "پاکستانی عورت دوراہے پر" صفحہ ۱۳۲)

(ترجمہ) آپ اللہ و رسول کی حمیت میں ایک ایسے مطالبہ کو لے کر اٹھ کھڑی ہوئی ہیں جس کی ذمہ داری سے آپ اللہ و رسول کی جانب سے سبکدوش تھیں۔ عورتوں کو جنگ اور مردوں کے معاملات میں پڑنے سے کیا تعلق آپ عثمان کے خون کا مطالبہ لے کر اٹھی ہیں حالانکہ اللہ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو اس آزمائش میں مبتلا کیا اور اس غلطی پر آمادہ کیا انھوں نے عثمان کے قاتلوں سے بڑی برائی آپ کے ساتھ کی۔ آپ دوسروں کے ابھارنے سے غصے میں آگئی ہیں اور دوسروں کے انگیخت سے آپ میں اشتعال پیدا ہو گیا ہے اللہ سے خوف کیجئے اور گھر لوٹ جائیے"

مگر حضرت عائشہ رضؓ نے اس سے کوئی اثر قبول نہیں کیا۔ حضرت عائشہ رضؓ اونٹ پر سوار تھیں رستے میں حواب مقام پر کتے بھونکے تو حضرت عائشہ رضؓ نے کہا مجھے رسول خدا کا ارشاد یاد آ گیا کہ تم علی سے لڑنے جا رہی ہو گی تو حواب مقام کے کتے بھونکیں گے علی حق پر ہوں گے۔ اس لئے میں واپس جاتی ہوں لوگوں نے کہا کتے بھونکا ہی کرتے ہیں آپ اس کا کچھ خیال نہ کریں۔ بلوائی بھی حضرت عائشہ کے ساتھ ہو گئے عبداللہ ابن سبا کی جماعت والے بھی موجود تھے وہ موقع پر پہنچ گئے۔ امیر معاویہ کی تقریروں کی وجہ سے آخر حضرت علیؓ کو امیر معاویہ

سے لڑنا ہی پڑا۔ جنگ اپنے پورے شباب پر تھی۔

آپس میں سوال و جواب کا نتیجہ مصالحت کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا کیونکہ دونوں طرف حق پرست حضرات تھے۔ دوسرے دن صبح کو شکوک و شبہات کا دفعیہ کر کے صلح ہونے والی تھی کہ رات ہی میں سیدنا علیؓ کے لشکر میں عبداللہ ابن سبا یہودی اور اس کے فسادی ساتھیوں نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے لشکر پر شب خون مارا۔ پھر کیا تھا۔ دونوں طرف ہزاروں خون ہو گئے۔ امیر معاویہ کی کسی طرح فتح نہیں ہو رہی تھی تو عمرو بن عاصؓ نے اپنی فوج سے کہا کہ نیزوں پر قرآن مجید بلند کر دو۔ جب حضرت علیؓ نے کلام اللہ کو نیزوں پر لٹکا دیکھا تو اس فریب سے متحیر ہو گئے یہ دیکھ کر حضرت علیؓ کی فوج نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور لڑائی موقوف ہو گئی۔

سیدنا علیؓ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے سلام عرض کیا اور پھر مزاج پوچھا انہوں نے فرمایا مجھ سے اور تم سے کبھی کوئی پرخاش نہ تھی۔ یہ لڑائی آپس کی غلط فہمیوں کا نتیجہ ہے سیدنا علیؓ نے اس کی تصدیق کی پھر دونوں نے ایک دوسرے سے معافی چاہی۔ حضرت علیؓ نے آپ کے آرام کا ہر طرح انتظام کرتے ہوئے چالیس معزز عورتوں کے ساتھ حضرت عائشہ کو مدینے روانہ کر دیا۔

مولانا رومؒ نے اپنے شعر میں جو "گرویدہ" کا جو فقرہ نظم کیا ہے اس سے اسی طرف اشارہ ہے کہ لوگ امیر معاویہ اور عمرو بن العاص کی تحریکوں کے بے سمجھے بوجھے گرویدہ تھیں۔ حضرت عائشہؓ کو بعد میں احساس ہوا کہ میں غلطی پر تھی۔ چنانچہ (ترجمان القرآن دسمبر [illegible] حاشیہ صفحہ ۱۵۶) میں صراحت ہے کہ جب حضرت عائشہؓ قرآن شریف پڑھتیں اور اس آیت پر پہنچتیں وقرن فی بیوتکن (ترجمہ عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے گھر ہی میں رہیں) تو اتنا روتیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا۔ ایسی صورت میں ان کی لڑائی کی شرکت کو اپنے لئے دلیل بنانا صحیح نہیں۔

بڑے بڑے صحابہ نے موجودہ صورت حال دیکھ کر یہ طے کیا کہ کوئی تیسرا شخص ہی اس کا فیصلہ کرے۔ ثالثی فیصلہ ہوا لیکن اس کو لوگوں نے نہیں مانا، جو لوگ ثالثی فیصلہ کے خلاف تھے یہی لوگ خارجی کہلائے۔ اسی طرح اور بھی مخالفین تھے ان کو ناصبی کہا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ کوفے گئے تو خارجیوں نے بڑا فتنہ برپا کیا۔ آخر حضرت علیؓ نے خارجیوں کو شکست دی فتنوں، شورشوں کے باوجود حضرت علیؓ نے درگزر اور معافی کی جو مثالیں قائم کیں تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ اس وقت بکھرے ہوئے شیرازے کو مجتمع کرنا آسان کام نہ تھا۔ ایسی حالت میں فتوحات کا موقع ہی کہاں تھا۔ پھر بھی حضرت علیؓ نے سیستان اور کابل سے آگے قدم بڑھا ہی دیا اور اپنی فوج کو بحری راستے سے ہندوستان پر حملہ کرنے کی اجازت دے دی۔

تو حضرت مولانا رومؒ کے شعر سے خارجی ناصبی اور وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے دل کی تاریکی اور باطنی خباثت کی وجہ سے حضرت علیؓ کو تاریکی میں دیکھتے ہوئے ان کے فضائل سے روشنی حاصل نہ کر سکے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا
حوالہ دینا بہت ضروری ہے (مدیر)

آسمانِ طریقت کا ایک روشن ستارہ غروب ہو گیا

گذشتہ ماہ ستمبر میں شہنشاہِ اقلیم ولایت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولانا امیر بادشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ نوریہ نقشبندیہ چورہ شریف دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف رحلت فرما گئے اور ہزاروں عقیدتمندوں کو جو آپ کے دامنِ عاطفت اور ظلِ شفقت میں طریقت و تصوف کی تربیت حاصل کر رہے تھے ظاہری طور پر ہمیشہ کے لئے داغِ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آخرت اور برزخ میں بلند مراتب پر متمکن اور فائز کرے۔

ادارہ انوار الصوفیہ کو آپ کی رحلت سے جو رنج و کرب پہنچا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ حضرت کے صاحبزادگان اور متعلقین کے رنج و غم میں ادارہ انوار الصوفیہ برابر کا شریک ہے۔ حضرت میں وہ تمام صفات جو ایک رہنما اور کامل ولی میں ہونی لائق ہیں موجود تھیں۔ طبیعت نہایت بے تکلف اور سادہ تھی۔ بڑے متواضع اور منکسر المزاج اور بڑے خلیق اور شفیق اور مہمان نواز تھے۔ جب بھی کوئی حضرت سے ملتا آپ خندہ پیشانی سے اس کے ساتھ معانقہ کرتے اور اس کے چہرے اور سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتے اور پھر دیر تک تفقدِ احوال کرتے اور خیریت پوچھتے اور اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ کوئی مہمان کسی وقت حاضر ہوتا اسی وقت اس کے سامنے کھانا رکھتے اور پاس بیٹھ کر یوں کھلاتے جس طرح کوئی شفیق باپ اپنے بیٹے کو کھلاتا ہے۔ جب گفتگو فرماتے تو اولیاء کرام اور صوفیا کرام کا ہی تذکرہ کرتے اور اپنے آپ کے متعلق فرماتے کہ مجھ سے تو کچھ ہو نہیں سکتا میں تو بہت گنہگار ہوں۔ اللہ اپنے مقبولوں کا صدقہ ہم کو بخش دے تو یہ اس کا بڑا فضل اور احسان ہو گا۔ آپ کا ہر عمل بالکل سنت نبوی کے مطابق ہوتا تھا۔ باوجودیکہ طبیعت دائمی مرض اور بڑھاپے کی وجہ سے نہایت کمزور تھی پھر بھی عرس شریف کے ایام میں ہزاروں مہمانوں کی خبر گیری خود ہی فرماتے ہاتھ میں عصا مبارک لیکر کبھی ادھر کبھی ادھر گھومتے پھرتے کہ کسی مہمان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ آپ کے صاحبزادہ تصدق حسین صاحب نے جس خط میں آپ کی رحلت کی اطلاع دی اس میں آپ نے یہ نہیں لکھا کہ آپ نے کس تاریخ کو رحلت فرمائی۔ اگر اس کی اطلاع ہوتی تو ادارہ اس تاریخ کا حوالہ بھی دیا جاتا۔ آپ کی رحلت سے عالم روحانی میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کا پاٹنا بڑا مشکل ہے۔ دعا ہے خدا حضور کے صاحبزادگان کو اپنے بزرگ والا کے قدم بہ قدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پیر طریقت حضرت مولٰنا سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں

خَلِیْلِیْ غَائِبٌ عَنْ عَیْنِیْ وَجِیْنِیْ
وَعَنْ قَلْبِیْ حَبِیْبِیْ لَا یَغِیْب
اے غائب نظر کہ شدی دل نشین من
می بینمت عیاں و دعامی فرستمت

حضرت محترم المقام ذالمجد والاحترام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تمنائے زیارت واشتیاق قدم بوسی ......

حال ہی میں حضرت استاذی الکریم مولٰنا شاہ علامہ غلام جیلانی صاحب قبلہ اعظمی مدت فیوضہم بارکہ صدر المدرسین دار العلوم ہذا سے اثنائے کلام میں معلوم ہوا کہ حضرت موصوف کو آپ سے شرف تلیم وتدریس حاصل ہے اور بریلی شریف میں ان کی مدرسی کے زمانہ میں آپ وہاں کچھ عرصہ تک قیام فرما چکے ہیں۔ اس انکشاف سے دل کو بیحد مسرت ہوئی حضرت کے متعلق یہ جان کر آپ یقیناً خوش ہونگے کہ ادھر کئی سالوں سے ان کا رجحان قلبی ومیلان طبعی تصوف کی جانب بہت زیادہ ہے اور تدریس امور کی انجام دہی سے صبح وشام کے جو لمحات میسر آتے ہیں وہ ذکر وعبادت اور اولیائے عظام کے تصور وتخیل ہی میں گزرتے ہیں۔ فاتحہ و ایصال ثواب میں امیر شریعت وپیشوائے طریقت حضرت سید پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علی پوری قدس سرہ العزیز اور حضرت رابعہ ثانیہ بوجی صاحبہ علیہا الرحمہ کے اسمائے گرامی خصوصیت سے لیتے ہیں اور دلی ربط وتعلق رکھتے ہیں۔

مجھ نادیدہ واجنبی کی یہ ہمت نہیں تھی کہ میں آپ سے اس طرح عرض وگذارش کرتا۔ مگر استاذ محترم مدظلہ نے آپ کے خانوادہ کا اس طرح ذکر فرمایا کہ میں یہ درخواست نیاز مندانہ حاضر خدمت کرنے کے لئے مجبور ہو گیا۔

آخر میں التجا ہے کہ حضرت استاذ مکرم عم فیضہم اور مجھ گنہگار کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد کر لیا کریں۔ میں ان دنوں ذہنی وجسمانی طور پر بہت ہی پریشان رہتا ہوں۔ جب ایک مومن کی دعا ایک مومن کے لئے غائبانہ طور پر مقبول ہوتی ہے تو آپ کی مبارک دعائیں بدرجۂ اولیٰ قبول ہوں گی کیونکہ آپ کو اولیائے کرام کی بارگاہوں کا قرب بھی حاصل ہے ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

حضرت ان چیزوں کو مشتہر کرنا پسند نہیں کرتے لیکن چونکہ آپ سے ایک خاص نسبت ہے اس لئے میں نے آپ پر ظاہر کر دیا ہے۔

دعاؤں کا طالب
ابو الفخر محمد ابراہیم القادری نسیم بستوی غفرلہ
مدرس دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف
ضلع بستی یوپی، انڈیا
یکم ربیع النور ۱۳۸۲ھ

انبیا علیہم السلام کی طہارت اور قرآن مجید

مولانا محمد شفیع صاحب خطیب جامع مسجد ڈسکہ

اللہ تعالیٰ کو ہزار ہزار حمد کہ اس نے گوناگوں خلقت پیدا فرما کر ہر ایک کی تربیت اپنے ذمہ لی۔ اور اپنی مخلوق کی ہر ضرورت کو فراہم فرمایا مخلوق کو تین اقسام پر تقسیم فرمایا۔ جمادات، نباتات اور حیوانات اور ہر ہر صنف کی اس کے اندازہ سے اور مقدار سے تربیت فرما کر اپنی خالقیت اور رزاقیت کا نہایت ہی اعلیٰ اظہار فرمایا۔ پھر حیوانِ ناطق یعنی انسان کو تمام قوائے ظاہری اور باطنی عطا فرما کر تمام مخلوق سے اشرف بنا دیا اور اعلان فرمایا کہ اے انسان تمام کائنات کا ذرہ ذرہ تیرے لئے ہے۔ لکم ما فی الارض جمیعا اور تو میرے لئے ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور پھر اصلاح انسانی کے لئے روحانی سلسلے کا اجرا فرمایا جیسے ارشاد ہوتا ہے۔ کہ فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون میرے پاس سے تمہیں ہدایتیں ملیں گی پس جو میری ہدایتوں پر کاربند ہوگا پس اس پر کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ غمناک ہوگا۔ اور جس گروہ نے اللہ تعالیٰ سے ہدایتیں حاصل کیں وہ اسلام کی اصطلاح میں رسول اور نبی کہلایا۔ یہ گروہ انسانی جو خلقت کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا ان کے قوائے ظاہری اور باطنی نہایت بلند اور ارفع پیدا فرمائے۔ ظاہر میں یہ گروہ ہم جیسا نظر آیا مگر باطن میں ہم سے جدا اور علیحدہ بنایا گیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا جاتا ہے:۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ، یعنی اللہ جانتا ہے کہ اس نے رسالت کہاں رکھنی ہے، رسالت کی امانت کے قابل ہستی کو اللہ تعالیٰ اپنے علم ازلی سے نوازتا ہے۔ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اور آدمیوں سے رسول چنتا ہے۔ اور انہی تمام کائنات کی چیزوں پر فوقیت اور برتری عطا کرتا ہے۔ جس طرح جمادات اور نباتات اور حیوانات پر حیوانِ ناطق کو متصرف اور قاہر بنایا ہے اسی طرح انسان حقیقی کو تمام انسانوں اور فرشتوں پر بزرگی اور برتری عطا کی اور اس نوع کو عالم میں متصرف اور قاہر بنایا۔ چنانچہ فرمایا: ان اللہ اصطفٰی آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم و نوح و ابراہیم کی آل اور آلِ عمران کو تمام جہانوں پر برتری اور بزرگی بخشی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل بھی حضرت اسحاق بنی اسرائیلی نبیوں کی اصل ہیں اور حضرت اسماعیل محمد علیہ السلام کی اصل ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام کو تمام جہانوں پہ بزرگی نبوت و رسالت کی وجہ سے دی گئی ہے، اور جہاں یہ نعمت ودیعت ہوتی ہے وہ وجود مسعود اپنے ہر کمال سے ملائکہ اور جنوں اور بنی آدم کا مخدوم اور مطاع ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ جو رسول بھی بھیجا گیا ہے وہ اللہ کے حکم سے مطاع بن کر آیا۔ چنانچہ اللہ کی درگاہ میں وہی قبول ہوتا ہے جو رسولوں کی اطاعت کرے۔ اور ان کے نقشِ قدم پر گامزن ہو۔ وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ میں اسی کا اعلان ہے۔ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے بہترین نمونہ رسول کی زندگی ہی ہے یعنی اگر انسان کامل اور اکمل زندگی کے حصول کی تڑپ اپنے وجود میں رکھتا ہے تو اس کے لئے اس کا رسول اسوۂ حسنہ ہے۔ اپنے ہر خدوخال کو، وضع قطع کو، لین دین کو معاملات و عبادات کو رسول کی زندگی سے حاصل کرے بیان مذکورہ سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ انسانی کمال بجز اطاعت و اتباعِ رسول محال ہے اور جب رسول علیہ السلام کی زندگی روشنی کا مینار ہے اور صراطِ مستقیم اور طریقِ مستقیم ہے تو پھر اس میں عیب کا وقوع یا نقص کا امکان اور معاذ اللہ گناہ کا صدور ایک احمقانہ فکر ہے افسوس ہے کہ آجکل مسلمان کہلوانے والے عیسائیوں کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں جس طرح انہوں نے انبیاء کی زندگی پر عیب کے دھبے لگائے اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کے آدم علیہ السلام سے کر تمام نبیوں کو گنہگار قرار دیا۔ اس طرح اسی دور میں بھی کلمہ پڑھ کر اور رسولوں

اطلاع

بھارت کے خریدار اپنا سالانہ چندہ مبلغ پانچ روپے مولانا الحاج صوفی محمد طاہر صاحب کی خدمت میں روانہ کر کے ادارہ کو اطلاع دیں تاکہ ان کے نام رسالہ جاری کیا جائے۔ (مدیر)

نعت

حضرت شمس سیالکوٹی

آں خوشا روزے کہ من با دلِ گریاں بروم
سوئے دربارِ شہنشاہِ رسولاں بروم

من بمجبورئ سودائے محبت چہ کنم
سوئے صحرائے عرب چاک گریباں بروم

درد و غم سوز و الم حسرت و چشم پُرنم
من بایں صورتِ غم بر درِ جاناں بروم

چشمِ رحمت بمن سوختہ ساماں بخشا
تا بدرگاہِ تو من اے شہِ شاہاں بروم

ہیچ تدبیر بجز لطفِ تو تا بد بنظر
کہ ازیں کنجِ قفس سوئے گلستاں بروم

در لحد شمس من امید زیارت دارم !
چوں نسیم زجہاں خنداں شاداں بروم

نعت شریف

(از الحاج صوفی مسعود احمد رہبر چشتی کراچی)

مصحفِ نورِ الٰہی ساتھ لایا کون ہے

مصحفِ نورِ الٰہی ساتھ لایا کون ہے
تشنگی پر ابرِ رحمت بن کے چھایا کون ہے

بادہ کش محفل میں کرتے ہیں یہی بس تذکرہ
جس نے جامِ سرمدی ہم کو پلایا کون ہے

آجتک عقل و خرد کے واسطے ہے راز یہ
نغمۂ توحید جس نے ہے سنایا کون ہے

عشق کے دلدادگاں حیرت زدہ ہیں آج بھی
پردۂ حسنِ ازل جس نے اٹھایا کون ہے

نکتہ داں الجھے ہوئے ہیں رات دن اس بات پر
جس نے ہم کو آ کے سینہ سے لگایا کون ہے

اپنی لے میں لا الہ کا درس دیتا ہے مدام
سازِ وحدت پر ترانہ جس نے گایا کون ہے

شب کی تنہائی میں اکثر خود سے کرتا ہوں سوال
دل کے ہر گوشے میں رہبر جو سمایا کون ہے

جلسہ موضع مقبول پور ضلع لائل پور

مقبول پورہ میں حضرت مولانا صوفی سید محمد طفیل شاہ صاحب خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت سرکار علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مورخہ ۶-۷ اکتوبر بروز ہفتہ اتوار زیر صدارت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مقرر شیریں بیان حضرت بحرالملت علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی سالانہ عرس شریف کی تقریب پر نہایت تزک و احتشام سے جلسہ ہوا۔

صدر صاحب کے علاوہ علماء کرام نے فضائل اولیاء پر نہایت موثر تقاریر کیں اور نعت خوان حضرات نے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدحت سرائی کی۔ مقررین میں حضرت مولانا صاحبزادہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب، مولانا غلام رسول صاحب گوہر، مولانا محمد سلیم صاحب و مولینا محمد شریف صاحب قابل ذکر ہیں۔ اور نعت خوانوں میں صوفی محمد اسماعیل صاحب قصوری اور میاں عبدالرشید صاحب اور جناب صوفی گلفروش صاحب وزیر آبادی قابل ذکر ہیں

رسالہ انوار الصوفیہ آپ کا اپنا رسالہ ہونے کے باعث آپ کی تن، من دھن سے امداد کا منتظر ہے۔

انتقالات

۶

مورخہ ۵/۶۲ 19 کو قبلہ والد بزرگوار تقریباً بارہ بجے دن تانگہ پر سوار ہو کر بھلوال (قریبی شہر) تشریف لیجا رہے تھے راستہ میں قبرستان کے پاس سے گذر ہوئی وہاں فاتحہ خوانی کی اور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت بیان فرمانے لگے کہ عرصہ تقریباً چالیس سال کا ہوگا کہ حضور قبلۂ عالمؒ کے متعلق ہم نے سُنا کہ آپ لائل پور سے براستہ وزیر آباد، سیالکوٹ کشمیر تشریف لے جانے کے لئے آرہے ہیں۔ ہم بہت سے دوست زیارت حاصل کرنے کے لئے وزیر آباد پہنچے، لائل پور سے آنے والی گاڑی لیٹ تھی۔ وزیر آباد سے لائل پور جانے والی گاڑی پر سوار ہو کر میں سنگوَر والی اسٹیشن پر اتر گیا کیونکہ وہاں کراس ہونا تھا۔ لائل پور سے آنے والی گاڑی آئی تو میں اس میں سوار ہوا اور حضور قبلۂ عالمؒ کے پاس پہنچا۔ حضورؒ نے مجھے گلے لگا لیا اور اپنے پاس بٹھایا۔ گاڑی وزیر آباد آ گئی اور دوسرے دوستوں کو بھی زیارت نصیب ہوئی۔ سیالکوٹ جانے والی گاڑی کھڑی تھی ہم سب معہ قبلۂ عالم کے اس پلیٹ فارم پر گئے۔ قبلۂ عالمؒ گاڑی پر سوار ہو گئے، انجن نے چلنے کی آواز دی تو میں نے (چوہدری مہرداد مرحوم نے) السلام علیکم کہتے ہوئے ہاتھ بڑھایا۔ میرے ہاتھ پر حقہ کا نشان تھا۔ قبلۂ عالمؒ نے دیکھ کر فرمایا، بھائی حقہ پیتا ہے؟ میں نے جواب دیا حضور ٹھیک ہے فرمایا چھوڑ دو، میں نے عرض کی حضور! میرا دوح بڑا سیاہ ہے شاید نہ چھوڑ سکوں۔ قبلۂ عالم نے مسکرا کر کھڑکی سے باہر دستِ مبارک نکال کر میرے چہرے پر پھیرا۔ اور الوداعی دعا فرمائی۔ اس کے بعد ہم سب عقیدت مند اپنی گاڑی پر سوار ہونے کے لئے اپنے پلیٹ فارم پر آ گئے۔ القصہ گاڑی پر سوار ہو کر ہم تقریباً ۱۲ بجے دن ڈینا جلیانی اسٹیشن پر اترے، وہاں سے میرا گاؤں تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ پیدل گھر پہنچا اور میں نے حسب عادت حقہ تیار کیا۔ پانی پی کر چارپائی پر بیٹھ کر حقہ پینے کی خواہش کی۔ عرصہ چونکہ بہت زیادہ گذر چکا ہے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا میں نے حقہ کا کش لگایا یا نہیں یا اگر لگایا تو دھواں آیا یا نہیں کہ فوراً حضور قبلۂ عالمؒ کی زیارت نصیب ہوئی اور یہ الفاظ میرے کانوں میں پہنچے کہ بھائی! میرے ساتھ کیا وعدہ کیا تھا میری طبیعت گھبرا بھی گئی اور حقہ پر غصہ بھی آیا۔ تو میں نے جھٹکا دے کر حقہ دوسری طرف کر دیا اور آج تک اُسے منہ نہیں لگایا۔

یہ کرامت بیان کرنے کے بعد یہ الفاظ بھی قبلہ والد صاحب نے فرمائے کہ قبلۂ عالمؒ اب بھی موجود ہیں اور حاضر ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔ اور ان کا سر اپنے دلدار کے کاندھے پر آ گیا۔ اور ابدی نیند سو گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون ؕ تانگہ پر سوار ہونے سے پہلے مسجد کے غسل خانہ میں غسل کیا اور گھر آ کر نماز اشراق ادا کی بعد کھانا کھایا اور تانگہ پر سوار ہو گئے۔ مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ تہجد گذار تھے۔ اور ہر نماز سے پہلے غسل فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو غریقِ رحمت فرماویں۔ آمین۔ (ادارہ انوار الصوفیہ مرحوم کے لواحقین کے ساتھ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے)

(چوہدری بشیر احمد ڈھول چک ۹ شمالی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا)

٭ مولوی محمد یوسف صاحب خطیب جامع مسجد حضرت بہادر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چار دن کی علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ مرحوم مخلص، صحیح العقیدہ، دیرینہ یارِ طریقت تھے۔ آخری وقت تک اذکار و اشغال ادا کرتے رہے، ادارہ "انوار الصوفیہ" مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

٭ دہلی سے خبر آئی ہے کہ بھائی ظہیر الدین برادرِ خورد حاجی امام الدین صاحب کی اہلیہ محترمہ ۱۲۔ اگست کو انتقال فرما گئیں۔ مرحومہ بڑی صالحہ اور پابندِ صوم صلوٰۃ تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔

٭ ہمارے ایک برادرِ طریقت عبد العزیز صاحب الکوٹ ڈپو سرگودھا سے لکھتے ہیں کہ میرے چار لڑکے تھے جو کچھ عرصہ ہوا کہ بقضاءِ الٰہی یکے بعد دیگرے داغِ مفارقت دے گئے اس کے طویل عرصہ بعد علی پور شریف میں تہجد کی نماز کے وقت میں اور میری بیوی حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ہم بے اولاد ہیں، آپ نے فرمایا، علاج کراؤ، اس کے بعد ہم نے پیر انور حسین شاہ صاحب اور پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب سے تعویذ لئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی برکت سے ایک لڑکی عطا کی، اس کا نام زبیدہ خاتون رکھا، یہ نام بھی حضرت سراج الملت نے رکھا، یہ لڑکی ۳ سال کی عمر میں ۲۰ ستمبر بروز جمعرات کو برضائے الٰہی پانچ دن بیمار رہ کر فوت ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون، اتنی عمر میں زبیدہ نے کلمہ اور دعا اور نماز کو سیکھ لیا تھا۔ اور بڑی پیاری، اور پاکیزہ لڑکی تھی۔ حضرت بوجی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے لڑکی کو دیکھا تو فرمایا اس کو محبت اور پیار سے رکھا کریں۔ اس کو مارنے سے گریز کریں، ادارہ انوار الصوفیہ بھائی عبد العزیز صاحب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور قارئین رسالہ سے مستدعی ہے کہ وہ والدین کے لئے صبر و مغفرت کی دعا کریں۔

٭ یارانِ طریقت کے وسیع حلقہ میں یہ خبر انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ سُنی جائیگی کہ اعلیٰ حضرت سرکار، علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کے ایک مخلص غلام محترم حاجی سلیمان یار بھائی عیار صاحب کی اہلیہ محترمہ ۱۵۔ اگست کو بوقت صبح رحلت فرما گئیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ بہت نیک اور دیندار خاتون تھیں اور بلا شُبہ خوش نصیب بھی۔ زندگی اعلیٰ حضرت قبلہ عالم سرکار علی پوری قدس سرہٗ العزیز کی حلقہ بگوشی میں گذری اور سفرِ آخرت کی نوبت بھی حضور کے خانوادۂ عالی واقدس کے سایۂ عاطفت میں آئی۔ وقتِ آخر جب قریب آیا تو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت صاحبزادہ والا تبار پیر سید محمد حیدر حسین شاہ صاحب قبلہ علی پوری مدظلہ العالی اچانک اور غیر متوقع طور پر کراچی تشریف لے آئے۔ آخری شب کے حصہ اول میں ہسپتال پہنچ کر ان کی عیادت فرمائی اور حصہ آخر میں جب مرحومہ کا سفرِ آخرت شروع ہونے والا تھا۔ حضرت ان کے قریب سورۃ یٰسین کی تلاوت میں مصروف تھے مرحومہ کے کچھ اعزہ بھی تلاوتِ کلام پاک اور کلمہ طیبہ کے ذکر میں مصروف تھے۔ ہسپتال کی فضا کلام پاک کے نور سے منور ہو رہی تھی کہ مرحومہ نے اس مبارک ماحول میں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ ہسپتالوں میں ایسی صورتیں الشاذ کالنادر ہی پیدا ہوتی ہیں۔ سہ پہر کے وقت جامع مسجد آرام باغ کے سامنے حضور ہی نے نمازِ جنازہ بھی پڑھائی۔ تکفین و تدفین بھی،

حضور کے سائے [illegible] میں ہوئی۔ فاتحہ سوئم بھی حضور ہی نے ادا فرمائی۔ مرحومہ طویل عرصہ سے صاحب فراش تھیں اور تقریباً ایک مہینہ سے ہسپتال میں داخل تھیں۔ حضرت جب ان کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ تو ڈاکٹروں نے بتایا کہ ان کا مرض سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا، اب جلد ہی آرام آجائے گا۔ یہ ابدی آرام کی طرف اشارہ تھا۔ جو صبح کے وقت مریضہ کو حاصل ہونے والا تھا۔ نزع کے وقت اس طرح کا نورانی ماحول خوش نصیب اور نیک لوگوں کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ صدقہ ہے اعلیٰ حضرت سرکار علی پوری قدس سرہٗ العزیز کی چشم بندہ نواز کا جو ہر حال اور ہر مشکل میں ہر آن غلامانِ بارگاہِ اقدس کی دستگیری اور مشکل کشائی فرماتی رہتی ہے۔ اس موقعہ پر حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ کی تشریف آوری کو محض حسنِ اتفاق نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ یہ قلبی تحریک اور اعلیٰ حضرت سرکار علی پوری قدس سرہٗ العزیز کے ایمائے مبارک کا نتیجہ تھی! ورنہ حضرت صاحبزادہ صاحب جو پابندی اور احتیاط کا بہت زیادہ خیال فرمایا کرتے ہیں۔ محض کراچی آنے کے لئے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک دن، ریل کے سفر میں بسر فرماتے؟ اس اجمال کی تفصیل عرض کرنا بھی ضروری ہے۔ وہ یہ کہ پروگرام کے مطابق حضرت ۱۸ یا ۱۹۔ اگست کو کراچی تشریف لانے والے تھے۔ اس لئے کہ ان کے وابستہ دامن، اور برادرِ محترم حاجی سلیمان یار بھائی منیار صاحب کے چھوٹے بھائی عبد الستار منیار کے ہاں حسبِ معمول سابق ۱۷۔ اگست بروز اتوار میلاد مبارک کی تقریب طے تھی جس میں شرکت کے لئے حضرت ممدوح سے درخواست کی گئی تھی۔ جو قبول فرما لی گئی۔ اور حضرت نے ۱۸ یا ۱۹ اگست کو کراچی تشریف لانے پر آمادگی کا اظہار فرمایا۔ لیکن ہوا یہ کہ حضرت خلافِ پروگرام ۱۴۔ اگست کو یعنی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن شام کو چھ بجے اچانک کراچی تشریف لے آئے اور وہیں جلوہ افروز ہوئے جہاں پر تشریف لے جانا ضروری تھا۔ یعنی حاجی سلیمان منیار صاحب کے منجھلے بھائی محترم برادرِ طریقت حاجی محمد جی منیار صاحب کی قیام گاہ پر، یہاں پہنچ کر حضرت نے کچھ دیر توقف فرمایا اور پھر مریضہ کی عیادت کے لئے ہی ہسپتال تشریف لے گئے۔ جو غالباً اس مبارک گھڑی کے انتظار میں ہی اپنے آخری دم گن رہی تھی۔ اور علی الصبح اس دارِ فانی سے رخصت ہونے والی تھی۔

مرحومہ کے انتقال کے بعد دوپہر کے وقت اس غلام کو معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ تشریف لے آئے ہیں۔ قدم بوسی کے لئے حضور پہنچا تو برادرم محمد اعظم صاحب سے معلوم ہوا کہ برادر مکرم حاجی سلیمان منیار صاحب کی اہلیہ محترمہ رحلت فرما گئی ہیں۔ اور حضرت قبلہ وہیں تشریف فرما ہیں۔ حضرت کی تشریف آوری کے صدقے اس غلام کو بھی مرحومہ کے جنازہ اور تجہیز و تدفین میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہو گئی۔ ورنہ عام طور پر کراچی میں تو ایسے سانحات کی وقت پر اطلاع بھی نہیں ملتی۔

۱۴۔ اگست کو یہ ناچیز بھی ایک شدید ذہنی خلفشار میں مبتلا تھا۔ حضور کے کراچی میں قدم رنجہ فرماتے ہی یہ کرب وافزا کیفیت خود بخود سکوت میں تبدیل ہو گئی۔ اس تبدیلی کی وجہ اس وقت سمجھ میں آئی جب یہ معلوم ہوا کہ

حضرت قبلہ تشریف لے گئے ہیں۔ اس وقت معاً حضور خواجۂ عالم سلطان اقلیم حقیقت سر خیل اولیا غوثنا وغیاثنا ومغیثنا حضرت نقشبند بخاری قدس اللہ سرہ العزیز کا یہ فرمان مبارک یاد آگیا ؎

تو از مینارہ آمدہ ای
ما از بخارا آمدہ ایم

یہ بات بھی سمجھ میں آگئی کہ حضرت خود تشریف نہیں لائے بلکہ بھیجے گئے ہیں۔ چنانچہ جب محترم حاجی سلیمان مینار صاحب کے ہاں شرف نیاز حاصل ہوا اور حضور کی زبان مبارک سے تشریف آوری اور بعد کے حالات کا علم ہوا اور مرحوم کی خوش نصیبی سے خیال آیا تو اس غلام کی زبان سے بے ساختہ نکلا "حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی شان بندہ نوازی کے قربان جاؤں" اس پر حضرت تبسم فرما کر خاموش ہوگئے ؎

کہوں یہ کیسے غم زندگی گراں گذرا،
وہ میرے ساتھ رہے میں جہاں جہاں گذرا

(سگ کوئے علی پور احمد الدین انجم)

۶ احمد آباد میں اعلیٰ حضرت امیر ملت کے عرس شریف کی فاتحہ بڑی دھوم سے ہر سال منائی جاتی ہے۔ امسال گیارھواں فاتحہ عرس شریف اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ مورخہ ۲۲ جولائی ۶۲ء منایا گیا۔ امسال راقم الحروف کو بھی حاضری کا موقع حاصل ہوا یہ حضرت مولانا مولوی حکیم الحاج محمد خوب شاہ صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز سرکار علی پوری کی روحانی توجہ ہی کا اثر تھا کہ حاضری نصیب ہوئی ورنہ یہ ضعیفی کا زمانہ اور اتنی دور کا سفر.........

آپ کے خلفاء دیگر شہروں میں بھی ہیں اور برابر ہر سال شرکت کرتے ہیں۔ مسجد بابی بی صاحبہ میں (جو بڑی عالیشان مسجد ہے اور جس کے مینار ہلانے سے ہلتے ہیں) یہ مجلس منعقد ہوئی جس میں ہزاروں کی تعداد میں مرد اور بچے شریک تھے۔ لاکھوں کی تعداد میں کلمہ شریف اور کثیر تعداد میں کلام اللہ شریف کے ختم پڑھے گئے۔ اس کے بعد حضرت مولانا حکیم صاحب مدظلہ نے وعظ فرمایا جس سے حاضرین پر گہرا اثر ہوا۔ (بھارت میں صرف دو ہی جگہ ایسی ہیں جہاں سے جماعتی سمندر سے دو دریائے فیض جاری ہیں۔ اور ہر خاص و عام کو سیراب کر رہے ہیں۔ پہلا احمد آباد۔ اور دوسرا مراد آباد) اس کے بعد حضرت مولانا قاضی سید محمد حسین صاحب بھروا والوں کو سلسلۂ نقشبندیہ جماعتیہ کی اجازت عطا فرمائی اور راقم کے ہاتھ سے دستار خلافت بندھوائی (جو بندہ کے ہمراہ بغرض شرکت عرس شریف حاضر ہوئے تھے) بعدہٗ راقم نے بھی ایک منقبت اپنے پیر و مرشد کی شان میں سنائی۔ بعد نماز عصر حاضرین کو پُر تکلف کھانا شکم سیر کھلایا گیا۔ یہاں کے یاران طریقت بڑے مخلص اور محبت والے ہیں۔ کچھ یاروں نے زحمت فرما کر مقامات مقدسہ کی سیریں کرائیں اور دعوتیں بھی کیں۔ نو دس دن کے بعد بڑی مشکل سے رخصت کی اجازت ہوئی۔ کیونکہ ہمیں سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عرس مبارک میں بھی شرکت کرنی تھی۔

فقط الراقم محمد طاہر جماعتی
نقشبندی مراد آباد۔

۶ عرس شریف حضور قبلۂ عالم سید پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہر منٹگمری چوک مور والا، انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام بتاریخ ۲۶ ۶۳ء واقع منٹگمری مطابق ۲۴ ربیع الاول شریف بروز اتوار صبح کی نماز کے بعد بمعیت حضرت قبلہ صاحبزادہ پیر سید بشیر حسین صاحب مدظلہ العالی قرآن پاک ختم کیا گیا۔ اس کے بعد ختم شریف پڑھا گیا۔ دس قرآن پاک اور وظائف کا ثواب حضرت صاحبزادہ صاحب کے بلک کیا گیا۔ اور صاحب موصوف نے دعائے خیر فرمائی۔ بعد ازاں دیگر مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔ دوپہر کا کھانا صاحبزادہ صاحب نے محمد یعقوب خاں جماعتی سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ کے مکان پر تناول فرمایا۔ لوگوں نے پروانہ وار حضور کا استقبال کیا۔

رات کو بعد نماز جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیر صدارت صاحبزادہ صاحب منعقد ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے پروانہ وار شمولیت کی۔ لاؤڈ سپیکر روشنی، پانی وغیرہ کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ حافظ محمد شفیع الدین جماعتی نقشبندی نے تلاوتِ کلام پاک اور مختصر سی تقریر سے جلسہ کی کاروائی شروع کی، بعد ازاں حافظ قبلہ وکعبہ جناب الحاج نور احمد صاحب قصوری نے تقریر فرمائی اس کے بعد نجم نعمانی صاحب لاہوری نے نعت خوانی کی۔ اور لوگوں کو محظوظ و مسرور فرمایا۔

سب سے آخر قبلہ صاحبزادہ صاحب بشیر حسین شاہ صاحب نے نہایت خصوصی انداز میں تلاوتِ کلام پاک فرمائی۔ لوگ ہمہ تن گوش ہو گئے۔ تمام پر وجد طاری تھا۔ نہایت مسرور ہوئے۔ پنڈال میں مستی کا عالم طاری تھا۔ بعد ازاں بڑی جامع تقریر فرمائی۔ لوگوں سے نماز پنجگانہ پڑھنے کا حضور نے وعدہ لیا۔ لوگوں کو روحانی فیوض و برکات سے نوازا۔

صاحبزادہ صاحب نے بحکم حضرت قبلہ وکعبہ سجادہ نشین صاحب سید نور حسین شاہ صاحب دستارِ فضیلت سید حفظ الرحمٰن شاہ صاحب کے سر پر اپنے دستِ مبارک سے بندھوا کر امیر حلقہ مقرر فرمایا۔

آخر میں ہر طرف سے مبارکباد کی صدائیں آنی شروع ہو گئیں۔ حافظ محمد شفیع الدین صاحب جماعتی کو صدر منتخب کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کیا گیا۔ قبلہ صاحبزادہ صاحب نے دعائے خیر فرمائی۔ اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(محمد یعقوب خاں جماعتی)

سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ، منٹگمری۔

۶ ہمیرپور میں جماعتی مجلی "نگا کوٹ"

ورودِ مسعود بمقام ضلع ہمیرپور ۵ ستمبر ۱۹۶۳ء لغایت ستمبر ۱۹۶۳ء

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

حضور پُر نور اعلیٰ حضرت قبلہ حاجی صوفی پیر روشن ضمیر شیخ محمد طاہر شاہ صاحب مدظلہ العالی نے ہم لوگوں کی درخواست پر تشریف آوری قبول فرمائی "اے آمدنت باعثِ آبادیِ ما" اور جملہ تشنہ کام محبت کی اپنے فیض و کرم سے خوب ہی سیر فرمائی اللہ تعالیٰ آپ جیسے بزرگوں کا تا قیامت ہم غلاموں کے سر پر سایۂ عاطفت قائم رکھے۔ سرکار نے بعد جمعہ واپسی کی تیاری

کی۔ خادم کو خدمت کا وقت نہ مل سکا۔ بہت عرض و معروض کی ایک دو یوم اور قیام فرمائیں۔ ارشادِ گرامی ہوا کہ فرصت نہیں ہے۔ کہ حضرت الحاج مولانا قبلہ کعبہ سیدنا نور حسین شاہ صاحب عنقریب دہلی تشریف لا رہے ہیں۔ وہاں جانا ہے۔ سرکار کا عذر معقول سمجھ کر خادم نے اصرار نہیں کیا۔ خدا کرے۔ خادم کو بھی سرکار والا تبار کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہو۔ آمین۔ ثم آمین

(خادم سید بشیر احمد نقشبندی جماعتی رمیر پور

(بھارت)

منٹگمری

حجۃ الکاملین، زبدۃ السالکین، عمدۃ العارفین امیر ملت حضرت مولانا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز جناب امام الاولیاء پیر سید چراغ نبی صاحب کھرڑ والے ۳۰/۹/۶۲ کو منٹگمری تشریف لائے آپ ماسٹر نور محمد کے مکان "بیت النور" واقع دھوبی محلہ پر تین راتیں تشریف فرما رہے۔ جہاں کہ تقریباً تیس چالیس کے قریب مزید اہل دل نے ان کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ یاد رہے کہ منٹگمری میں جناب شاہ صاحب کے مریدوں کی تعداد پہلے ہی سے چار پانچ صد سے متجاوز ہے۔

مراقبہ و ختم خواجگان

آپ نے منٹگمری میں مراقبہ و ختم خواجگان کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب کو امیر حلقہ منتخب فرمایا۔ اور حکم فرمایا کہ آئندہ ہر روز مراقبہ اور جمعرات کو ختم خواجگان ان لوگوں کی نگرانی میں ہوا کرے۔

۱۔ جناب ماسٹر خوشی محمد صاحب امیر حلقہ غلہ منڈی منٹگمری

دیگران اعلیٰ حلقہ جات

(۲) ماسٹر نور محمد بیت النور واقع دھوبی محلہ منٹگمری

(۳) صوفی نذیر احمد صاحب مدینہ جنرل سٹور پاکپتن بازار منٹگمری۔

(۴) صوفی محمد علی صاحب مسجد مہاجرین منٹگمری

یارانِ طریقت سے التجا ہے کہ وہ اس کارِ خیر میں شامل ہوں۔

دعائے صحت

جناب سید چراغ نبی صاحب تقریباً دو تین سال سے علیل ہیں۔ آپ کی صحت دن بدن گر رہی ہے خصوصاً اس وقت سے تو بہت گر چکی ہے جب سے کہ آپ کے کان میں تیزاب ڈالا گیا ہے۔ جملہ احباب سے التماس ہے کہ وہ خلوصِ دل سے پنجگانہ نمازوں میں شاہ صاحب کی صحت کی بحالی کی دعا فرمائیں۔

رابعہ ثانی قبلہ بوجی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا چہلم ایبٹ آباد میں۔

مورخہ ۱۹/۹/۶۲ کو بروز منگل راقم الحروف کے کوارٹر پر چھوٹا سا مجمع ہوا اور ۲ ختم قرآن شریف اور ایک دلائل الخیرات کا ثواب قبلہ بوجی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی روحِ مبارک کو پہنچایا گیا۔ اور محتاج و ہمسایہ گان کو کھانا کھلایا گیا۔ اور جو حالات انوار الصوفیہ میں قبلہ رابعہ ثانی رحمۃ اللہ علیہا کے متعلق ہیں ان کو پڑھ کر سنایا گیا۔ سب لوگ بہت متاثر ہوئے کیوں نہ ہوتے ایسی مایہ ناز ہستی اب پیدا ہونی محال ہے آپ کی سادہ درویشانہ زندگی ہر کس و ناکس کو معلوم ہے ایسی میزبان مہمان نواز، سنتِ ابراہیمی کی پابند ہستی آجکل

نایاب ہے۔ جب سے کریمی لنگر شریف ہوا ہے آپ ہر دفعہ دیگوں کا ملاحظہ فرمایا کرتیں اور پلاؤ دیگوں سے نکال کر خود ملاحظہ فرمایا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ نے کھانا ملاحظہ فرمایا۔ تو آپ کو پسند نہ آیا، دریافت فرمایا کہ دیگوں میں کتنا گھی ڈالا ہے۔ بتایا گیا کہ حضور ۲ سیر فی دیگ ڈالا ہے۔ فرمایا کہ یہ کھانا تو میرے حلق میں پھنس گیا ہے۔ مہمانوں کے حلق سے کیسے اترے گا۔ آئندہ ہر ایک دیگ میں چار سیر گھی ڈالو، تاکہ مہمانوں کو تکلیف نہ ہو، اس قدر مہربان میزبان آج تک نگاہ سے نہیں گذرا، کیوں نہ ہو اس سید برحق مردِ کامل رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر تھیں جن کا ڈنکہ مہمان نوازی میں چار سُو عالم میں بجا ہوا تھا۔ جن کی سخاوت کا شہرہ سن کر حاتم بھی منہ چھپاتا تھا، آہ میرا آقا بھی اور آقا کی پیاری لختِ جگر بھی دونوں میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ مجھ کو جب کبھی پریشانی و زیادہ گبھراہٹ ہوتی تھی۔ تو میں حضور قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ کے بعد بوجی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی طرف رجوع کر لیا کرتا تھا۔ اور پیر حیدر شاہ مدظلہ کی خدمت میں عرض کر دیا کرتا تھا۔ وہاں سے تسلی و تشفی آ جایا کرتی تھی۔ اب کس کو کہوں اور میری کون سنے گا۔ میرے سید رضی اللہ عنہ کی یاد رات دن ستاتی رہتی ہے اب قبلہ بوجی رحمۃ اللہ علیہا کی رحلت نے رہا سہا دل توڑ دیا۔ آپ کی حلیمی اور رحم دلی اس قدر مشہور تھی کہ جب کبھی میرے حضرت جناب صاحبزادہ صاحب معین الملت دام اللہ برکاتہٗ ناراض یا غصہ ہو جایا کرتے تو بوجی صاحبہ سراپا حلم و رحم کی خدمت میں فریاد کی جاتی

آپ تشریف لاتیں اور فرماتیں کہ حیدر ان غریبوں پر کیوں ناراض ہوتے ہو۔ میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی کیونکہ میرے حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہم کا مزاج جلالی و جمالی ہے۔ بہت جلدی ناراض اور پھر اسی وقت نرم ہو جایا کرتے ہیں۔ اب وہ دروازہ بھی بند ہو گیا ہے۔ کس سے فریاد کیا کریں گے۔ میرے مولا و آقا ملجا و ماوی قبلہ و کعبہ جناب شہنشاہِ دو عالم محدث علی پوری رضی اللہ عنہ کی طرح سے ہی آپ کا وجود مبارک تھا۔ راقم الحروف نے چونکہ کافی عرصہ بلکہ پیارے مرشد صاحب رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں گزارا ہے۔ ہر قسم کے حالات دیکھے ہیں۔ میرے آقا و مولا رضی اللہ عنہ کی، صفت کی حامل قبلہ بوجی رحمت اللہ علیہا ہی تھیں۔ افسوس صد افسوس آج دونوں میری نظر سے غائب ہیں۔ مگر دل میں ضرور مکین ہیں۔ مجھ کو ان کا یہی تکیہ ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ کے اور بوجی قبلہ رحمت اللہ علیہا کے درجات بلند فرمائے۔ اور قبلہ و کعبہ جناب سراج الملت رحمت اللہ علیہ و صوفی کامل صاحبزادہ خادم حسین شاہ صاحب رحمت اللہ علیہ کے مراتب بلند سے بلند تر ہوں۔ اور ہم سب عقیدت مندوں کے لئے ذریعہ نجات ہوں۔ آمین ثم آمین۔

فقط ممتاز عفی عنہ

Regd. No. L. 7478

OCTOBER 1962

The Monthly

ANWAR-US-SOOFIA

مطبوعہ :- لاہور آرٹ پریس ۱۵ انارکلی لاہور